"وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ" (القرآن)
سواریوں میں
وضو اور نماز
کی ادائیگی کا طریقہ
ریل گاڑی، ہوائی جہاز، بحری جہاز، کشتی، بس وغیرہ میں وضو، تیمم، غسل
نماز اور روزے وغیرہ کے احکام کا مکمل، مدلل، مفصل مجموعہ
کلمات تبریک
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
جامع و مرتب
مفتی محمد راشد ڈسکوی مدظلہ
رفیق شعبہ تصنیف و تالیف و استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی
مکتبہ عمر فاروق

"وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ" (القرآن)
سواریوں میں
وضو اور نماز
کی ادائیگی کا طریقہ
ریل گاڑی، ہوائی جہاز، بحری جہاز، کشتی، بس وغیرہ میں وضو، تیمم، غسل،
نماز اور روزے وغیرہ کے احکام کا مکمل، مدلل، مفصل مجموعہ
کلمات تبریک
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا
ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ نیوٹاؤن کراچی
وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
جامع و مرتب
مفتی محمد راشد ڈسکوی عفا اللہ عنہ
رفیق شعبہ تصنیف و تالیف و استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی
مکتبہ عمر فاروق

سواریوں میں
وضو اور نماز کی ادائیگی کا طریقہ

ریل گاڑی، ہوائی جہاز، بحری جہاز وکشتی اور بس وغیرہ میں وضو، تیمم، غسل، نماز اور روزے وغیرہ کے احکام کا مکمل، مدلل و مفصل مجموعہ

کلمات تبرک

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب دامت برکاتہم
مہتمم مدرسہ عربیہ علوم اسلامیہ، نیوٹاؤن کراچی
وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

جمع وترتیب

مفتی محمد راشد ڈسکوی
رفیق شعبہ تصنیف وتالیف
واستاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... سواریوں میں وضو اور نماز کی ادائیگی کا طریقہ
جمع وترتیب .... مفتی محمد راشد ڈسکوی
اشاعت اوّل .... اپریل 2018ء
تعداد 1100
طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی
ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
021-34604566 Cell: 0334-3432345
ای میل .... maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جاسکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

دار الاشاعت، اُردو بازار کراچی
اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی
ادارۃ الأنور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید، اُردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور
مکتبہ غزنوی، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ فاروق اعظم، پشاور
مکتبہ بیت العلم، پشاور

انتساب

بندہ اس کتابچے کو

تبلیغی جماعت میں امت کی ہدایت کے لیے محنت کرنے

اور اپنے نفس کو کچلتے ہوئے،

اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی تلاش میں نکلنے والے

مخلصین کے

اور

اپنے برادرِ کبیر جناب ڈاکٹر محمد اشرف صاحب حفظہ اللہ

کے نام کرتا ہے،

جنہوں نے اجتماعی گھریلو ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر لیتے

ہوئے بندہ کو دینی مصروفیات کے لیے آزاد کیا ہوا ہے۔

جزاہ اللہ خیرا وحسن الجزاء

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مرتب

راقم الحروف کا چونکہ دعوت وتبلیغ سے تعلق کی وجہ سے جماعتوں میں آمد ورفت کی وجہ سے ٹرین اور دیگر گاڑیوں میں بہت زیادہ سفر ہوتا رہا، اس لیے سفر میں مسافروں کی عبادات میں لاپرواہی، سستی اور عدم علم کی بنا پر کوتاہی کا بخوبی مشاہدہ ہوتا رہا، ایسے میں لمبے عرصے سے خیال تھا کہ ان ذرائع آمد ورفت سے متعلق شرعی احکامات کا مجموعہ جو مختصر لیکن مدلل ہو، ہونا چاہیے، چنانچہ اسی سوچ کی تکمیل میں اولاً قدرے اختصار سے کام لیتے ہوئے ایک مضمون لکھا، جو جامعہ فاروقیہ کراچی سے جاری ہونے والے ماہنامہ الفاروق میں چار قسطوں میں شائع ہوا، جس کو اہل علم حضرات نے پسند کیا اور بندہ کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اس طرف متوجہ کیا کہ اس موضوع سے متعلق مزید احکامات کو مرتب کر کے مدلل انداز میں رسالے کی صورت میں شائع کر دیا جائے تو ان شاء اللہ اس کا نفع مزید سامنے آئے گا۔

چنانچہ اس رسالے میں ریل گاڑی، ہوائی جہاز، بحری جہاز اور بس میں وضو، تیمم، نماز اور روزہ سے متعلق احکامات کو جمع کرنے کی اپنی بساط کی حد تک کوشش کی گئی ہے۔

اہلِ علم کی تسلی اور بوقت ضرورت مراجعت کی غرض سے امہات کتب فقہیہ سے حوالے بھی نقل کر دیے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں! چونکہ دعوت وتبلیغ کی برکت سے تبلیغی جماعتوں کی خوب نقل وحرکت جاری رہتی ہے اس لیے جماعتوں کی اقامت ومسافرت سے متعلق ایک جامع فتویٰ جو

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی سے جاری ہوا تھا، شامل کر دیا ہے۔

سواری اور سفر سے متعلق مسنون دعائیں بھی حصن حصین سے نقل کر دی ہیں۔

اس رسالے کی نظر ثانی برادرم مفتی محمد رضوان اقبال سلمہ ڈیرہ اسماعیل خان اور برادرم مفتی سید زبیر احمد سلمہ کراچی نے کی، اس پر بندہ ان حضرات کا مشکور ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اپنی شایان شان جزاء عطا فرمائے، آمین

محمد راشد ڈسکوی

رفیق شعبہ تصنیف وتالیف، واستاذ جامعہ فاروقیہ، کراچی

۲۷/۱/۱۴۳۹ھ

mrashiddaskvi@yahoo,com

تقریظ

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب زید مجدہ العالی
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، ومہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين۔ أما بعد:

''نماز'' فرائض میں سے اہم فریضہ ہے، جو استطاعت کے آخری درجے تک معاف نہیں ہوتی، البتہ شرعی اعذار کی وجہ سے رخصت وسہولیت کی مواقع دیئے جاتے ہیں، یہ مواقع خود اس امر کا غماز ہے کہ نماز کی ادائیگی کا ہر حال میں اہتمام کیا جائے۔ عموماً سفر میں بعض مسلمان نمازوں میں تساہل کا شکار ہوجاتے ہیں، یا پھر وضو اور نماز کے بعض مسائل سے پریشان ہوجاتے ہیں، ایسے مواقع پر انہیں فقہی راہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے، اس ضرورت کی...... کا فریضہ انجام دیتے ہوئے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے استاذ ورفیق دار التصنیف مولانا محمد راشد ڈسکوی سلمہ نے یہ کتابچہ مرتب فرمایا ہے، جس میں مختلف سواریوں (ریل گاڑی، کشتی اور ہوائی جہاز) میں وضو اور نماز کی ادائیگی کا طریقہ تحریر فرمایا ہے، مؤلف موصوف نے مجموعہ میں ذکر کردہ مسائل کے حوالہ جات بھی ذکر فرمائے ہیں، جس سے کتاب کے استناد میں اضافہ ہوا ہے، یہ کتاب مسلمان مسافروں کے لیے سفر کے دوران بنیادی مسائل سے آگاہ ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مفید عام بنائے اور مؤلف کی حسنات میں اضافہ کا ذریعہ ٹھہرائے، آمین!

وصلى الله وسلم على المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين.

فقط والسلام

(مولانا ڈاکٹر) عبدالرزاق اسکندر (زید مجدہم)
مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
۱۰/ ربیع الاول/ ۱۴۳۹ھ

تقریظ

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالباری صاحب زید مجدہم
نائب رئیس دارالافتاء، ونگران شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی،
واستاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وکفی وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ، اما بعد!

موجودہ دور ایجادات میں ترقی کا دور ہے، زمانہ حیرت انگیز انداز میں مادی ترقی کے زینے طے کررہا ہے، کل کی ''انہونی'' آج ''ہونی'' بن کر سامنے آرہی ہے، دنیا سمٹ کر ایک گاؤں کی صورت اختیار کرچکی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ زمانہ جس قدر آگے بڑھتا جارہا ہے، اس قدر جدید مسائل پیدا ہورہے ہیں، ہر دن کا سورج اپنے ساتھ کوئی نیا مسئلہ منصۂ شہود پر لے آتا ہے اور علماء ربانیین کو اس پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔

انہی مسائل میں سے ایک ''سفر کے مسائل'' بھی ہیں، کہ اب سفر چونکہ صرف گھوڑا، اونٹ وخچر وغیرہ تک محدود نہیں رہا، بلکہ خلاقِ مطلق نے ﴿ویخلق ما لا تعلمون﴾ کی عملی تفسیر دکھاتے ہوئے فکرِ انسانی کی نت نئی ایجادات کی طرف راہ نمائی فرمائی، جس سے سہولت اور راحت تو حاصل ہوئی، لیکن اس کے ساتھ نئے مسائل کا ایک نیا دروازہ کھلا۔

لہٰذا اس بات کی ضرورت ہوئی کہ دورانِ سفر ان جدید وسائلِ سفر (ہوائی جہاز، بحری جہاز، ریل گاڑی، اور بس وکار وغیرہ) سے متعلق ضروری مسائل کو مرتب انداز میں جمع کیا جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جناب حضرت مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی

صاحب حفظہ اللہ کو (جو کہ تحقیقی ذوق کے مالک ہونے کے ساتھ تصنیف کے باب میں بھی موفّق من اللہ ہیں) کہ انہوں نے ان مسائل کو جمع کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور ایک مختصر لیکن جامع کتاب مرتب فرمائی، جس میں انہوں نے مختلف ابواب قائم کر کے، کشتی، بحری جہاز، بس اور ٹرین میں وضو، تیمم اور نماز وغیرہ کی ادائیگی کا طریقہ، سواری اور سفر کے آداب و مسنون دعاؤں، تبلیغی جماعتوں کے مقیم و مسافر ہونے کی مختلف صورتوں وغیرہ کو نہایت سلیس اور مرتب انداز میں ذکر کیا ہے، اور صرف یہی نہیں بلکہ اہل علم حضرات کی تشفی اور بوقتِ ضرورت مراجعت کے لیے ہر ہر مسئلہ کی حاشیہ میں تخریج بھی کر دی ہے۔

اس سلسلے میں یہ ایک عمدہ اور بہترین کاوش ہے، اور اس قابل ہے کہ اس سے استفادہ کیا جائے اور سفر میں اپنے ہمراہ رکھا جائے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت کتاب کو مقبولیت سے نوازیں اور مؤلفِ فاضل اور ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائیں، آمین ثم آمین

ویرحم الله عبدا قال آمینا

وأنا العاصي بأنواع المعاصي

(حضرت مولانا مفتی) عبدالباری (صاحب) غفرلہ

۸/۴/۱۴۳۹ھ

۲۷/۱۲/۲۰۱۷م

تقریظ

حضرت اقدس مولانا مفتی رفیق احمد صاحب زید مجدہم

نگران شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی واستاذ جامعہ علوم اسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد!

سفر تکالیف پر مشتمل ہونے کی وجہ سے عذاب کی ایک قسم کہلاتا ہے، سفر میں کئی مشقتوں کا سامنا بھی رہتا ہے۔ سفر میں نئے احوال اور تازہ صورتِ حال سے واسطہ بھی پڑتا رہتا ہے، اس لیے شریعت نے مسافر سے متعلق اپنے احکام میں مسافر کی تکالیف، مشاق اور احوال کا لحاظ رکھا ہے۔ سفر کی مشکلات کے ضمن میں پیش آنے والے احکام سے سہولت کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کی تفصیلات فقہاء کرام نے کتب فقہ میں جزئیات کی تفصیل کے ساتھ بیان فرمارکھی ہیں، جن سے خوشہ چینی کرتے ہوئے اہلِ فتویٰ ہر دور میں اپنے سائلین کی راہنمائی فرماتے رہے ہیں۔

ہمارے ہاں زیادہ تر مستقل سفر میں رہنے والے حضرات میں تبلیغی جماعت کے احباب سرفہرست ہیں، پھر ماشاء اللہ! ان کے اسفار بحری، بری اور فضائی ہر راستے پر ہوتے ہیں، انہیں ان راستوں میں نماز اور طہارت کے بہتیرے مسائل سے سابقہ پڑتا ہے، اور تبلیغ کی محنت کی بدولت یہ لوگ دورانِ سفر پیش آنے والے مسائل کے بارے میں فکر مند بھی رہتے ہیں، کبھی کبھار رہنمائی اور رابطہ کا کوئی سلسلہ بھی فوری دستیاب نہیں ہوتا، اس لیے نمازِ

حنفی/آسان نماز جیسے کتابچوں کی طرح سفر کے مسائل سے آگاہی کا کوئی مجموعہ بھی اہلِ تبلیغ کی بطورِ خاص ضرورت ہے، بلکہ نماز اور طہارت کے احکام سفر اور متعلقہ راستے میں پیش آنے والے مسائل ہر مسلمان مسافر کی بنیادی دینی ضرورت بھی ہے۔

الحمدللہ! اس بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کا اعزاز جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے استاذ اور رفیق دار التصنیف حضرت مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی صاحب حفظہ اللہ کے نام ہو رہا ہے۔ مفتی صاحب موصوف خود بھی تبلیغی اَسفار فرماتے رہتے ہیں، اس لیے سفر کے مسائل اور مشاکل کی صورتوں سے انہیں علیٰ وجہ البصیرت آگاہی ہے، جو صورتِ مسئلہ کی تشخیص وتعیین کی بنیادی ضرورت ہے۔ صورتِ مسئلہ کے صحیح ادراک کے بعد انہوں نے متعلقہ احکام کی فقہی تکریج معتمد فتاوی سے فرما رکھی ہے، جہاں تک میں دیکھ سکا، مسائل کی تشخیص وتعیین، پھر تحقیق وتخریج میں نقل وحوالہ کا معیاری التزام فرمایا گیا ہے۔ یہ رسالہ مسلمان مسافروں کے لیے بالعموم اور اہلِ تبلیغ کے لیے بالخصوص انتہائی مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ مفتی محمد راشد ڈسکوی صاحب مدظلہ کی اس عمدہ کوشش کو قبول فرمائے اور انہیں اس طرح کے علمی وتحقیقی کاموں کی توفیق مزید نصیب فرمائے، آمین۔

وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

(مفتی) رفیق احمد (زید مجدہم العالی)

جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱۴۳۹/۳/۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

جناب نبی اکرم ﷺ نے سفر کو عذاب کا ایک ٹکڑا قرار دیا ہے، ارشاد فرمایا: ''سفر عذاب کا ٹکڑا ہے، یہ تم میں سے سفر کرنے والے کو اس کی نیند سے، اس کے کھانے سے اور اس کے پینے سے روکتا ہے، چناں چہ جب تم میں سے سفر میں جانے والا اپنی حاجت پوری کر لے تو وہ اپنے اہل وعیال کی طرف جلد لوٹ آئے'' (۱)۔

سفر کو عذاب کا ٹکڑا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں مسافر سفر کی مشقت، تھکاوٹ، گرمی، سردی کے پیش آنے، دشمنوں یا ہلاکت یا سامان وغیرہ کی چوری کے خوف، اہل وعیال کی جدائی اور اکثر وبیشتر سفر کے ساتھیوں کی بداخلاقیوں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں کی بنا پر پُرسکون نینداور اس کی لذت، کھانے پینے، راحت وآرام اور اطمینان وسکون کے ساتھ عبادات کی ادائیگی پر قادر نہیں ہوتا، اس کے علاوہ احباب کی جدائی، نفس کا مجاہدہ، خیالات کا منتشر ہو جانا وغیرہ بھی پایا جاتا ہے۔ اور کبھی تو یہ حالات، احساسات اور کیفیات اتنی زیادہ حاوی ہو جاتی ہیں کہ انسان ان کے سامنے عاجز ہو جاتا ہے (۲)۔

(۱) "السفر قِطعةٌ مِن العذابِ، يَمنَع أحدَكم طعامَه وشرابَه ونومَه، فإذا قَضى نَهمَتَه، فليُعَجِّل إلى أهلِه". (صحيح البخاري، كتاب الحج، باب: السفر قطعة من العذاب، رقم الحديث: ٤٠٨١)

(٢) لما فيه من المشقة والتعب والحر والبرد والخوف وخشونة العيش، وقال بعضهم: إنما كان قطعة من العذاب لأن فيه مفارقة الأحباب. (إرشاد الساري، =

کچھ اسی قسم کی حالت وکیفیت کو سمجھنے کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس قول کو سامنے رکھا جائے تو بات کو سمجھنا آسان ہو جائے گا، فرمایا:

''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میرے اس قول سے نبی اکرم ﷺ کے قول پر زیادتی لازم آئے گی تو میں کہہ دیتا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا نہیں بلکہ عذاب سفر کا ٹکڑا ہے [:العذابُ قطعةٌ من السفر"] لیکن چوں کہ ان الفاظ سے آپ ﷺ کے قول پر زیادتی لازم آرہی ہے اس لیے میں یہ الفاظ نہیں کہہ رہا''(۱)۔

اسی طرح حجاج بن یوسف کا قول مشہور ہے:

"لولا فرحة الإياب لما عذبت أعدائي إلا بالسفر". کہ اگر (میرے سامنے) سفر سے واپس لوٹنے والوں کی خوشی نہ ہوتی تو میں اپنے دشمنوں کو صرف سفر (کرنے) کا عذاب ہی دیتا۔

= كتاب الأطعمة، باب ذكر الطعام، رقم الحديث: ٥٤٢٩، ٢٢٣/٨)

والمراد يمنعه كمالها ولذتها لما فيه من المشقة والتعب مقاساة الحر والبرد والسري والخوف ومفارقة الأهل والوطن. (الكواكب الدراري في شرح البخاري للكرماني، كتاب الجهاد والسير، باب إذا حمل على فرس فرآها تُباعُ، رقم الحديث: ٢٧٩٩، ١٦/١٣)

(١) "لو لا أني أزِيد على رسولِ الله ﷺ لقلت: "العذاب قطعة من السفر".

یہ قول علامہ نفراوی مالکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب"الفواكه الدواني" میں نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو:(الفَواكِهُ الدَّواني على رسالة ابن أبي زيد القَيْرواني، باب في السلام والاستيذان: ٥٤٥/٢، دار الكتب العلمية) لیکن اسی قول کو علامہ سرخسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب"المبسوط" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو: "المبسوط للسرخسي، كتاب الإجارات، باب انتقاض الإجارة، ٤/١٦، دار المعرفة".

الغرض سفر کا اختیار کرنا کسی نہ کسی مجبوری کی وجہ سے ہر کسی کو اختیار کرنا ہی پڑتا ہے، اور یہ بات بھی ہے کہ زمانہ قدیم میں ذرائع سفر اور تھے اور موجودہ زمانہ میں ذرائع سفر کی بھی بہت ساری ترقی یافتہ شکلیں موجود ہیں، جن کے ذریعے سفر کی بے شمار تکالیف کا مداوا بھی ہو چکا ہے، ایسے میں ضروری ہے کہ جس طرح ہر شخص سفر میں جانے سے قبل زادِ راہ کا بندوبست کرتا ہے، سفر میں متوقع استعمال کی اشیاء کو جمع کرتا ہے، حتی الوسع سفر کو آرام دہ بنانے کی خاطر بہت پہلے سے تیاری کرتا ہے کہ سفر میں کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے، ایسے ہی ان جدید ذرائع سفر کے استعمال کے دوران درپیش عبادات کے احکامات اور ان کی ادائیگی کی ممکنہ صورتوں کا بھی علم حاصل کیا جائے تا کہ دورانِ سفر عبادات کی صحیح انجام دہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخرو ہوا جا سکے، چناں چہ سوچا گیا کہ ان سواریوں (مثلاً: بس، ریل گاڑی، کشتی، بحری جہاز اور ہوائی جہاز وغیرہ) میں سفر کرتے ہوئے وضو ونماز سے متعلقہ مسائل ایک جگہ جمع کر دیے جائیں (اگر چہ یہ مسائل متفرق طور پر مختلف فقہی کتب بالخصوص اردو کتبِ فتاوی میں موجود ہیں) تا کہ کوئی بھی مسلم اپنی زندگی کے اس موڑ سے متعلقہ مسائلِ دینیہ سے ناواقف نہ رہے۔

اکثر اوقات دیکھنے میں یہ آیا کہ مسافر حضرات اپنے سفر میں ضرورت پڑھنے والی ہر شئے کی تو خوب فکر کرتے ہیں، لیکن سفر میں کون کون سی نماز آئے گی؟ اس کی ادائیگی کی کیا ترتیب بسہولت بن سکے گی؟ وضو کرنے کے لیے کیا تدابیر اختیار کرنا مفید رہے گا؟ وغیرہ وغیرہ اس بارے میں کچھ بھی نہ سوچا جاتا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی معقول تیاری کی جاتی ہے۔

اس بارے میں شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''سفر میں بعض پکے نمازی بھی نمازیں قضا کر دیتے ہیں، عذر یہ ہے کہ ایسے رش میں نماز کیسے پڑھیں؟ یہ بڑی کم ہمتی اور غفلت کی بات ہے، اور پھر ریل

میں کھانا پینا اور دیگر طبعی حوائج کا پورا کرنا بھی تو مشکل ہوتا ہے، لیکن مشکل کے باوجود ان طبعی حوائج کو بہر حال پورا کیا جاتا ہے، آدمی ذرا سی ہمت سے کام لے تو مسلمان کیا، غیر مسلم بھی نماز کے لیے جگہ دے دیتے ہیں اور سب سے بڑھ کر افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ حج کے مقدس سفر میں بھی نماز کا اہتمام نہیں کرتے، وہ اپنے خیال میں تو ایک فریضہ ادا کرنے جارہے ہیں، مگر دن میں خدا کے پانچ فرض غارت کر دیتے ہیں، حاجیوں کو یہ اہتمام کرنا چاہیے کہ سفرِ حج کے دوران ان کی ایک بھی نماز باجماعت فوت نہ ہو، بلکہ ریل میں اذان واقامت اور جماعت کا بھی اہتمام کرنا چاہیے''(۱)۔

اگر ان مسائل کا بغور ایک بار ہی مطالعہ کر لیا جائے یا کم از کم سفر سے قبل ایک بار نظر سے گذار لیے جائیں یا دوران سفر اپنے ہم راہ رکھ لیے جائیں تو بھی ان شاء اللہ نفع سے خالی نہیں رہے گا۔

---

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل، مسافر کی نماز، ریل گاڑی میں نماز کس طرح ادا کی جائے؟ (۱۰۰/۴

ریل گاڑی (ٹرین)

سے متعلق

طہارت وصلوٰۃ کے احکامات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹرین میں وضو کیسے کیا جائے؟

بسا اوقات ریل گاڑی میں مسافروں کا اژدہام اس قدر ہوتا ہے کہ بیت الخلا تک جانا تو درکنار، ایک سیٹ سے دوسری سیٹ تک جانا بھی انتہائی دشوار ہوتا ہے، پھر اس پر مستزاد نماز کے لیے جگہ کا ملنا اور بھی زیادہ دشوار ہوتا ہے، تو اس صورت میں بھی طہارت کے حصول اور نماز کی ادائیگی کی حتی المقدور کوشش کرنا لازم ہے، مثلاً:

۱:...... اگر سفر کسی ایسے اسٹیشن سے شروع کیا جا رہا ہے، جہاں آپ کے علم کے مطابق ٹرین کچھ دیر اسٹیشن پر رُکی رہے گی، تو ایک نظر بیت الخلا میں ڈال لی جائے، وہاں نلوں میں پانی آرہا ہے یا نہیں؟! اگر پانی موجود ہو تو بہت اچھا، بصورتِ دیگر ایک کام تو یہ کر لیا جائے کہ اسٹیشن پر ہی وضو کر لیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنا وضو محفوظ رکھیں، تاکہ کم از کم ایک نماز تو اس وضو سے ادا کی جاسکے۔

۲:...... کسی اسٹیشن پر گاڑی رکے اور وہاں پانی نظر آجائے، تو وہاں وضو کرلیں، اگرچہ ابھی نماز کا وقت نہ ہوا ہو، کیوں کہ عین ممکن ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تب بسہولت پانی میسر نہ ہوسکے۔

۳:..... وضو کے لیے کسی بوتل، گیلن وغیرہ میں پانی اپنے ہم راہ رکھیں، تاکہ بوقت ضرورت وضو کیا جاسکے، اور یہ بوتلیں یا گیلن حسب موقع اسٹیشنوں سے بھرتے رہیں۔

۴:...... اس کی ایک بہترین صورت تبلیغی جماعت والوں کو (بالخصوص مع محرم مستورات کی جماعتوں کو) اختیار کرتے دیکھا گیا کہ اپنے ہم راہ سپرے والی بوتل (جو حجام

حضرات حجامت کے وقت بال وغیرہ گیلے کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں) پانی کی بھر کر رکھتے ہیں، پھر ایک شخص دوسرے کے اعضائے وضو پر پانی کا سپرے اس حد تک کرتا ہے کہ اعضائے وضو سے پانی کے قطرے گرنا شروع ہو جاتے ہیں، وضو کرنے والا اپنے اعضائے وضو کو اچھی طرح مَل لیتا ہے، اس طرح بہت کم پانی میں نہایت سہولت کے ساتھ وضو ہو جاتا ہے، نیچے کیچڑ وغیرہ کا بھی زیادہ اندیشہ نہیں ہوتا اور اندیشہ ہو بھی تو نیچے کوئی بالٹی، برتن یا کپڑا وغیرہ رکھ لیا جائے، تو یہ مسئلہ بھی باقی نہیں رہتا، تاہم اس طریقے کے اختیار کرنے میں یہ ضروری ہے کہ اعضائے وضو سے پانی ٹپکنے والی صورت بن جائے، ورنہ محض گیلا ہاتھ پھیرنے سے وضو نہیں ہوگا (۱)

اس صورت کے اختیار کرنے میں مستورات کے لیے بھی بہت بڑی سہولت ہے کہ وضو کے لیے انہیں زیادہ پریشان نہیں ہونا پڑتا، سچ بات تو یہ ہے کہ اگر نیت صحیح اور پختہ ہو تو راستے خود بخود بنتے چلے جاتے ہیں۔

ٹرین میں وضو کرنا ممکن نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

اگر وضو کے لیے پانی دستیاب نہ ہو سکے اور وقت ختم ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں وضو کے بجائے تیمم کرنا ہوگا، مگر اس تیمم کے لیے شرط یہ ہے کہ ریل کے کسی ڈبے میں

(۱) "أركان الوضوء أربعة: (غسل الوجه) أي: إسالة الماء مع التقاطر ولو قطرة. وفي الفيض: أقله قطرتان في الأصح". وقال ابن عابدين تحت قوله: أي: "إسالة الماء" قال في البحر: اختلف في معناه الشرعي: فقال أبو حنيفة ومحمد: هو الإسالة مع التقاطر ولو قطرة حتى لو لم يسل الماء بأن استعمله استعمال الدهن لم يجز في ظاهر الرواية، وكذا لو توضأ بالثلج ولم يقطر منه شيئ لم يجز، وعن أبي يوسف: هو مجرد بلّ المحل بالماء سال أو لم يسل، اهـ. (حاشية ابن عابدين، كتاب الطهارة: ١/٢٠٨، دار عالم الكتب)

بھی پانی نہ ہو اور ایک میل شرعی (1.83 کلومیٹر[احسن الفتاوی:۲/۵٦]) کے اندر پانی موجود ہونے کا علم نہ ہو، جہاں جہاں ریل رُکتی ہو۔ (تیمم کی شرائط کی تفصیل آگے ''ٹرین میں غسل کی حاجت ہو جائے تو کیا کریں؟'' کے عنوان کے تحت آ رہی ہے)

ٹرین میں غسل کی حاجت ہو جائے تو کیا کریں؟

بذریعہ ٹرین سفر کرتے ہوئے سوتے ہوئے دن یا رات میں غسل کی حاجت پیش آ جائے، تو اس بارے میں مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کرتے ہوئے غسل کیا جا سکتا ہے:

(ا)......قریبی اسٹیشن معلوم کرے، جہاں کچھ نہ کچھ دیر ٹرین نے ٹھہرنا ہو، اس اسٹیشن کے آنے سے پہلے پہلے ڈبے کے بیت الخلا میں جا کر اپنے کپڑوں کی ناپاکی والی جگہ کو دھو کر پاک کر لے، پھر جسم پر (ٹانگوں وغیرہ پر) لگی ہوئی نجاست کو بھی دور کر لے، پھر اسٹیشن پر اتر کر وہاں بنے ہوئے بیت الخلا یا غسل خانوں میں جا کر جلدی سے فرائض غسل پورے کر لے، وہاں ممکن نہ ہو، لیکن اسٹیشن پر کوئی ایسی مسجد ہو جس کے غسل خانوں یا بیت الخلا میں غسل کرنا ممکن ہو تو وہاں غسل کرنے کی کوشش کر لی جائے، یہ بھی ممکن نہ ہو تو اسٹیشن پر موجود پانی فروخت کرنے والوں سے پانی قیمتاً خرید کر اس سے غسل کر لے، اس بارے میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں(۱):

> ''غسل اسٹیشن پر مشکل نہیں، لنگی باندھ کر پلیٹ فارم پر بیٹھ کر سقّہ کو پیسے دے کر کہہ دے کہ مشک سے پانی چھوڑ دے اور اس سے قبل ٹانگیں وغیرہ ریل کے پائخانہ یا غسل خانہ میں جا کر پاک کرے۔ یا برتن میں پانی لے کر، یا اگر نل میں پانی موجود ہو تو اس سے [ریل کے یا اسٹیشن پر بنے ہوئے] پائخانہ یا غسل خانہ میں بھی غسل ممکن ہے، ہمت کی ضرورت ہے، ایسی حالت

---

(۱) امداد الفتاوی، کتاب الطہارۃ، فصل فی التیمم، ریل میں تیمم جنابت کی شرط: ۱/ ۹۷

میں تیمم درست نہیں۔

(۲)......عموماً ٹرین میں اتنا پانی موجود ہوتا ہے کہ اس سے غسل کیا جاسکے، اگر اس ڈبہ کے بیت الخلا میں پانی نہ ہو، جس میں سفر کر رہا ہے، تو دوسرے ڈبوں میں جا کر پانی تلاش کرے، جس ڈبے میں بھی پانی ہو وہاں غسل کر لے، اس سلسلے میں اگر کوئی برتن یا بالٹی وغیرہ سفر میں ساتھ ہو تو اس میں پانی بھر کے احتیاط کے ساتھ، اسراف سے بچتے ہوئے غسل کے فرائض پورے کیے جاسکتے ہیں، اپنی طبیعت کے خلاف ایسی جگہ میں غسل کرنے کے لیے بس تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہوتی ہے؛ اور جب معاملہ آخرت کا ہو تو ایمان والوں کو اس طرح کی ناگواریوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، بالخصوص جب کہ ایسے وقت اور ایسی جگہ میں ایسے عمل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے، ان کی محنت ومشقت کے مقابلے میں بہت زیادہ انعام واعزاز ملنے والا ہو۔

البتہ! بسا اوقات موسم کے اعتبار سے ٹرین میں پانی بہت زیادہ ٹھنڈا ہونے کا امکان ہوتا ہے اور قویٰ کے اعتبار سے بتلا بہ؛ نوجوان یا بوڑھا اور صحت مند یا مریض اور مرد یا عورت کوئی بھی ہوسکتا ہے، لہٰذا اپنی برداشت کے بقدر اس پانی کا جائزہ لے لے، عام طور پر ٹھنڈا پانی تھوڑا تھوڑا لے کر بدن کے مختلف اعضا پر یکے بعد دیگرے بہایا جائے تو قابلِ برداشت ہوتا ہے، یک دم پورے بدن پر بہالینا ممکن نہیں ہوتا، چناں چہ اسی طرح بتدریج اعضا کو دھونا ممکن ہو تو ایسا کر لے، ورنہ نماز کے باقی وقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پانی کا ٹھنڈا پن دور ہونے کا انتظار کرے۔ اور اگر پانی اتنا ٹھنڈا ہو کہ اعضا شل ہوجانے کا اندیشہ ہو تو یہ غسل مؤخر کر دے اور تیمم کر لے، (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔ اس بارے میں حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں (۲):

''اول اس جگہ [ٹرین کے بیت الخلا میں جگہ کو پاک کرنے کے

لیے یا اس جگہ کے ناپاک ہونے کا شک ختم کرنے کے لیے] پانی بہادے، پھر
تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر غسل کرے، ہاں اگر پانی اتنا ٹھنڈا ہے کہ بدن شل ہو
جائے تو تیمم کرلے، پھر جب قابلِ برداشت پانی مل جائے تو غسل کرلے"۔
فقط۔ واللہ اعلم (۱)

(۳)...... بالفرض ٹرین کے بیت الخلا میں اتنا تھوڑا پانی ہو کہ وہ وضو کے لیے تو کافی ہو جائے گا مگر غسل کے لیے کافی نہیں ہوگا تو یہ شخص اس پانی سے ناپاکی دور کر کے وضو کے فرائض پورے کرلے اور غسل کے لیے تیمم کرلے لیکن اس تیمم کے صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے، ورنہ تیمم درست نہیں ہوگا:

۱:...... ٹرین کے کسی ڈبے میں بھی پانی نہ ہو، جس سے غسل کے فرائض ادا ہوسکیں۔

۲:...... راستے میں ایک میل شرعی (1.83 کلومیٹر[احسن الفتاوی: ۲/۵۶]) کے اندر اسٹیشن نہ ہو، جہاں پانی کا موجود ہونا معلوم ہو؛ یا اسٹیشن تو ہو، لیکن چلتی ٹرین کے وقت کے اندر اندر وہاں رکنے کی کوئی صورت نہ ہو؛ یا ٹرین کا وہاں رکنا معلوم ہو، لیکن وہ اتنی دیر وہاں نہ ٹھہرتی ہو کہ وہ اسٹیشن پر غسل کرسکے۔

۳:...... تیمم کسی پتھر، اینٹ یا مٹی والی چیز پر کیا جائے؛ یا پھر ٹرین کے تختوں پر پڑی ہوئی گرد وغبار سے تیمم کرلیا جائے بشرطیکہ وہ گرد وغبار اتنی مقدار میں جمع ہو چکی ہو کہ اس سے تیمم ہوسکے (۲)۔

۴:...... اگر مندرجہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو جس طرح بھی

---

(۱) فتاوی محمودیہ، کتاب الصلاۃ، باب صلوٰۃ المسافر، سفر کے چند ضروری مسائل: ۷/۵۴۴

(۲) "ومن لم یجد الماء وهو مسافر أو خارج المصر بینه وبین المصر میل أو أكثر، یتیمم بالصعید". (هدایة، كتاب الطهارة، باب التیمم: ۱/۴۹)۔

ممکن ہو، اشارے وغیرہ سے اس وقت تو نماز پڑھ لے، مگر بعد میں غسل کر کے نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا (۱)۔

ریل گاڑی میں اذان کہنا

جس طرح مقام پر رہتے ہوئے نماز کے لیے اذان دینا مسنون ہے اسی طرح سفر کرنے والا اکیلا ہو یا جماعت کے ساتھ، اس کے لیے بھی دوران سفر ٹرین میں بھی اذان دینا مسنون ہے، اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ڈبے کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر ایک شخص اذان دے دے، یہ اذان پورے ڈبے کے لیے کافی ہو جائے گی، اسی طرح ہر ڈبے میں مستقلاً اذان دینا مسنون ہوگا، اگر چہ ایک ڈبے میں دی جانے والی اذان کی آواز دوسرے ڈبے میں پہنچ چکی ہو (۲)۔

---

(۱) "(والمحصور فاقد) الماء والتراب (الطهورين) بأن حبس في مكان نجس، ولا يمكنه إخراج تراب مطهر، وكذا العاجز عنهما لمرض (يؤخرها عنده، وقالا: يتشبه) بالمصلين وجوبا، فيركع إن وجد مكانا يابساً، وإلا يومي قائماً، ثم يعيد كالصوم، (به يفتى، وإليه صح رجوعه) أي: الإمام كما في الفيض. (التنوير مع الدر المختار، كتاب الطهارة، ص: ۳۹، دار الكتب العلمية)

(۲) "(وكره تركهما) معاً (لمسافر) ولو منفرداً (وكذا تركها) لا تركه لحضور الرفقة (بخلاف مصل) ولو بجماعة (في بيته بمصر) أو قرية لها مسجد". قوله: "لمسافر" أي: سفراً لغوياً أو شرعياً كما في أبي سعود ط. قوله: "ولو منفرداً"؛ لأنه إن أذن وأقام صلى خلفه من جنود الله ما لا يرى طرفاه، رواه عبد الرزاق. وبهذا ونحوه عرف أن المقصود من الأذان لم ينحصر في الإعلام، بل كل منه، ومن الإعلان بهذا الذكر نشراً لذكر الله ودينه في أرضه، وتذكيراً لعباده من الجن والإنس الذين لا يرى شخصهم في الفلوات، فتح...... قوله: "ببيته" أي: فيما يتعلق بالبلد من الدار والكرم وغيرهما...... والظاهر أنه لا يشترط سمعه بالفعل، تأمل". (حاشية ابن عابدين، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۲/۶۳، دار عالم الكتب)

اور اگر ٹرین تیز رفتاری کے باعث بہت زیادہ ہچکولے کھا رہی ہو، جس کی باعث اذان دینے کے لیے کانوں میں انگلیاں دے کر کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو ایسے موقع پر کانوں میں انگلیاں نہ دی جائیں اور سہارے کے ذریعے کھڑے ہو کر اذان مکمل کر لی جائے۔

کیونکہ اذان دیتے وقت کان میں انگلی ڈالنا ضروری نہیں، بلکہ مستحب ہے، تا کہ اس سے آواز دور تک پہنچ جائے، لہٰذا اگر کوئی بلند آواز موذن بغیر کان میں انگلی ڈالے اذان دے دے، تو بھی اذان صحیح ہو جائے گی (۱)۔

ٹرین میں ہر نماز کے لیے اِقامت ضروری ہے

دوران سفر ٹرین میں نماز کے وقت جب اذان دی جائے اور ایک سے زیادہ افراد مل کر جماعت کرائیں، تو ان کے لیے جماعت سے قبل اقامت کہنا بھی مسنون ہے، حتی کہ اگر ایک ڈبے میں یکے بعد دیگرے کئی جماعتیں ہوں تو ہر جماعت کے لیے الگ سے اقامت کہنا مسنون ہے (۲)۔

---

(۱) ومنها: أن يجعل أصبعيه في أذنيه لقول النبي صلى الله عليه وسلم لبلال :إذا أذنت فاجعل أصبعيك في أذنيك، فإنه أندى لصوتك وأمد بين الحكم، ونبه على الحكمة وهي المبالغة فى تحصيل المقصود، وإن لم يفعل أجزأه لحصول أصل الإعلام بدونه. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوٰة، وأما سنن الصلوٰة: ۱/۱۵۱)

(۲) "والضابطة عندنا: أن كل فرض أداءً كان أو قضاءً يؤذن له ويقام سواء أداه منفرداً أو بجماعة". (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان وإقامة: ۱/۵۵، رشيدية)

"والإقامة مثله، أي: مثل الأذان في كونه سنة الفرائض، فقط". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۱/۴۴۶، دار الكتب العلمية)

تاہم تنگی وقت یا کثرتِ اژدہام کے پیشِ نظر ایک مرتبہ اقامت ہونے کے بعد اگلی جماعتوں کے لیے ترکِ اقامت بہتر معلوم ہوتی ہے، واللہ اعلم بالصواب

ریل گاڑی میں نماز کس طرح پڑھے؟

وضو یا تیمم کے بعد کسی قریبی اسٹیشن پر اتر کر نماز ادا کرنا ممکن ہو تو نیچے اتر کر نماز ادا کی جائے، لیکن اس بات کا اچھی طرح اطمینان کر لیا جائے کہ وہاں ٹرین کم از کم اتنی دیر رکے گی بھی کہ دو رکعت نماز ادا کی جا سکے، (یا نہیں) ورنہ نیچے اترنے کے بجائے ٹرین میں ہی نماز ادا کی جائے۔ اور ٹرین کے ڈبوں کے دار وازوں کے پاس یا راستے میں اگر قبلہ رُخ کا لحاظ رکھنا ممکن ہو تو ڈبے کے اندر ہی نماز ادا کر لے۔

شریعت کی طرف سے ایسے موقع پر نمازیوں کے لیے حکم ہے کہ اپنی نماز اتنی مختصر کریں کہ فریضہ بھی ادا ہو جائے اور اس کی نماز کی وجہ سے دوسرے مسافر بھی تنگی کا شکار نہ ہوں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ دین سے ناواقف لوگ ٹرین کے اندر ہوں یا اسٹیشن پر، دوسروں کی راحت یا تنگی کی پرواہ کیے بغیر نماز شروع کر دیتے ہیں اور بڑے خشوع وخضوع کی ساتھ نماز میں مشغول رہتے ہیں، جب کہ دوسرے لوگ اپنی آمد ورفت میں ان کی لمبی نماز کی وجہ سے پریشان ہوتے ہیں اور تکلیف اٹھاتے ہیں، تو اُن کا یہ فعل جہاں اُن کے لیے گناہ کا باعث ہوتا ہے، وہاں! عام لوگوں کے دین سے اور زیادہ دور ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔

ٹرین میں جماعت کرواتے ہوئے احتیاطیں

اسی طرح جو حضرات نئے نئے تبلیغی جماعت کے ہمراہ دین کی محنت سیکھنے کے لیے نکلتے ہیں، وہ سفر وحضر میں نمازوں کا خوب اہتمام کرتے ہیں، تبلیغی خروج کے دوران ماشاء اللہ ٹرین کے ڈبوں میں اذان دینے کا اہتمام کرتے ہیں اور باجماعت نماز کی ترتیب بناتے ہیں، ان حضرات کا شوق بہت مبارک اور قابل قدر ہے کہ سفر تک میں نماز اور وہ بھی

باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، ایسے میں ضروری ہے کہ نماز کی باجماعت ادائیگی اس طریقے سے کی جائے کہ اس میں ہمارا فرض باجماعت ادا بھی ہو جائے اور ہماری وجہ سے دیگر مسافرین کو تکلیف یا تنگی کا سامنا بھی نہ کرنا پڑے۔ چنانچہ! اس بارے میں مندرجہ ذیل اُمور کو سامنے رکھنے سے ہمارے اس فریضے کی ادائیگی احسن طریقے سے ہو جائے گی۔

۱۔ چونکہ اکثر اوقات ٹرین مسافروں سے بھری ہوئی ہوتی ہے، اور اس میں ہر قسم کے معذور وغیر معذور افراد سفر کر رہے ہوتے ہیں، اور اسی طرح ڈبوں کے درمیان گذرنے والا راستہ بھی بہت تنگ ہوتا ہے، حتیٰ کہ کئی بار ایسی صورت حال ہوتی ہے کہ قبلہ رُخ کا خیال رکھتے ہوئے اس راستے میں بسہولت ایک شخص ہی کھڑا ہو پاتا ہے، یا بمشکل دو افراد کھڑے ہو جاتے ہیں، تو ایسی صورت میں جماعت کرواتے ہوئے بسا اوقات لمبی لائن بن جاتی ہے، جس کی وجہ سے ٹرین کے شور میں امام کی آواز پچھلے نمازیوں تک نہیں پہنچ پاتی، جس سے کئی بار مسائل کی ناواقفیت کی وجہ سے نماز میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے، علاوہ ازیں! دیگر مسافرین کو بھی بہت تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس مشکل سے بچنے کی خاطر یہ کرلیا جائے کہ امام کے پیچھے ایک صف یا زیادہ سے زیادہ دو صف بنائیں، اس سے زیادہ نہیں۔ بقیہ افراد ان کی جماعت کے بعد اپنی جماعت کروالیں۔ اس صورت کے اپنانے کا فائدہ یہ ہوگا کہ امام کی آواز مقتدیوں تک بآسانی پہنچ جائے گی اور آنے جانے والے وہ افراد جو اس راستے کے بند ہو جانے کی وجہ سے انتظار میں کھڑے تھے، وہ گذر جائیں گے، لہٰذا اس کے بعد رہ جانے والے افراد اپنی جماعت کروالیں۔

۲۔ سفر کرنے والی جماعتوں یا عام مسافروں کو اپنے ہمراہ کوئی پاک چادر، چٹائی یا مصلی وغیرہ رکھنا چاہیے تاکہ ٹرین میں بچھا کر تسلی واطمینان سے نماز ادا کی جاسکے۔

۳۔ ٹرین میں سفر کرتے ہوئے اگر سواریوں کا بہت زیادہ ہجوم ہو، کھڑے ہونے

تک کی جگہ نہ ہو تو بھی اپنے ہمسفر ساتھیوں سے نماز ادا کرنے کے لیے جگہ مانگ لینی چاہیے، اور اس بارے میں کسی قسم کی شرم یا خیالات کی پروا نہیں کرنی چاہیے، کہ نہ معلوم یہ مسافر جگہ دیں یا نہ دیں، یا یہ کیا سوچیں گے، وغیرہ وغیرہ، نہیں، آپ نے اپنے رب کا حکم پورا کرنا ہے، اس لیے بے دھڑک احسن انداز میں، حکمت بصیرت کے ساتھ مسافروں سے نماز کے لیے کچھ جگہ بنانے کا مطالبہ کرلیں۔

الحمدللہ! بارہا یہ مشاہدہ ہوا کہ نرم انداز میں درخواست کرنے سے جگہ بن ہی جاتی ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ راستے میں کھڑے افراد کو کچھ دیر کے لیے اپنی جگہ بٹھا دیا جائے اور ان کے کھڑے ہونے کہ جگہ آپ بآسانی نماز ادا کرلیں۔

اس طرح مطالبہ کرنے سے اگر جماعت کروانے جگہ مل جائے تو بہت اچھا، ورنہ بالفرض اگر ایسی صورت بن جائے (جو کہ بہت ہی کم، شاید کبھی کبھار ہی دیکھنے میں آئے) کہ جگہ طلب کرنے کے باوجود جماعت کروانے کی جگہ نہ بن پائے تو پھر ایسی صورت میں جماعت کروانے کو ترک کردیا جائے اور انفرادی نماز ادا کی جائے، ایسے میں اکیلے اکیلے انفرادی نماز ادا کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ثواب ان شاءاللہ جماعت کی نماز کا مل جائے گا، کیونکہ آپ کی نیت اور کوشش جماعت سے نماز ادا کرنے کی مکمل تھی۔

اور اگر انفرادی کھڑے ہو کر بھی نماز ادا کرنے کی کوئی ترتیب نہ بن سکے تو غور کر لیں کہ نماز میں وقت کتنا باقی ہے، اگر وقت زیادہ باقی ہو، تو اسٹیشن وغیرہ قریب آنے کا انتظار کرلیں، چنانچہ اسٹیشن پر نیچے اتر کر نماز ادا کرنا ممکن ہو تو اسی طرح کیا جائے، اور اگر ایسا بسہولت ممکن نہ ہو، لیکن اسٹیشن پر سواریاں اترنے کی وجہ سے ٹرین میں جگہ بن جائے تو نماز باجماعت ادا کرلیں اور اگر یہ سب کچھ بھی نہ ہو، بلکہ ہجوم اسی طرح برقرار رہے، یا نماز کا وقت بہت تھوڑا باقی رہ جائے کہ ان تمام صورتوں میں سے کسی بھی صورت کے پیش آنے پر

یہ غالب گمان ہو جائے کہ اب اگر مزید تاخیر کی تو نماز قضا ہو جائے گی تو پھر صورت میں اُس وقت تو بیٹھ کر نماز ادا کر لی جائے، لیکن بعد میں اس نماز کا اعادہ کرنا لازم ہوگا (۱)۔

ریل گاڑی میں دورانِ نماز استقبالِ قبلہ کا حکم

نماز صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک اہم اور لازمی شرط نمازی کا پوری نماز میں قبلہ رُخ ہونا ہے۔ اگر نمازی کا رُخ قبلہ کی جانب نہ ہو تو نماز نہیں ہوگی، حتیٰ کہ اگر نماز کے دوران ہی نمازی کو علم ہو جائے کہ وہ قبلہ رُخ نہیں رہا، تو بھی اس پر لازم ہے کہ وہ قبلہ کی جانب پھر جائے، ورنہ نماز نہیں ہوگی (۲)۔

قبلہ رخ معلوم کرنے کی تدابیر:

آج کے دور میں دورانِ سفر قبلہ معلوم کرنا کوئی ناممکن یا مشکل کام نہیں، بس تھوڑے سے اہتمام کی ضرورت ہے، مثلاً:

۱:......سفر سے قبل اپنے ساتھ قبلہ نما (قطب نما) رکھ لیا جائے اور اس کی مدد سے قبلہ کی تعیین کر لی جائے۔

۲:......سورج، چانداور دوسرے ستاروں کی مدد سے بھی قبلہ رُخ کی تعیین ہو سکتی ہے۔

۳:...... اس کے علاوہ بعض اسٹیشنوں پر تیر کی مدد سے سمتِ قبلہ واضح کی گئی ہوتی ہے، اس سے سمتِ قبلہ کی تعیین بآسانی ممکن ہو سکتی ہے۔

---

(۱) "العذر إن كان من قبل الله لا تجب الإعادة، وإن كان من قبل العبد، وجبت الإعادة". (البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب: التيمم: ۱/۱٤۲)

(۲) وفي الخلاصة: "استقبال القبلة شرط إن قدر عليه، وإلا فيكتفي بالجهة ...... ولو حول المصلي وجهه عن القبلة من غير عذر فسدت صلاته". (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في الفرائض: ۱/۳۱٦، قديمي)

۴:......چلتی ٹرین میں سمتِ قبلہ کی تعیین کی سب سے آسان صورت یہ ہے کہ راستے میں ٹرین کے دائیں بائیں گذرنے والی آبادیوں میں بنی ہوئی مساجد کے محراب، یا قبرستان کو دیکھ کر قبلے کا رُخ متعین کرلیا جائے۔

اس سب کے باوجود دورانِ سفر قبلہ رُخ معلوم نہ ہوسکے اور کوئی صحیح رُخ بتانے والا بھی نہ ہو، تو خوب غور وفکر اور سوچ بچار سے کام لے کے خود ہی اندازہ لگالے کہ قبلہ کا رُخ کس طرف ہوگا اور پھر اسی رُخ پر نماز پڑھ لے، اب اگر نماز کے بعد معلوم ہوا کہ جس رُخ پر نماز پڑھی ہے وہ قبلہ کی سمت نہیں تھی، تب بھی اس کی نماز ہوگئی، دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں اور اگر نماز کے اندر ہی کسی کے بتانے سے یا کسی بھی ذریعے سے قبلہ رُخ کا پتہ چل جائے تو نماز توڑنے کی ضرورت نہیں، بلکہ نماز کے اندر ہی قبلہ رُخ ہوجائے (۱)۔

دورانِ نماز ٹرین کے گھومنے پر کسی نے خبر دی کہ ٹرین قبلہ رُخ سے ہٹ گئی ہے،

---

(۱)"ومن أراد أن يصلي في سفينة تطوعاً أو فريضة، فعليه أن يستقبل القبلة، ولا يجوز له أن يصلي حيثما كان وجهه، كذا في الخلاصة. حتى لو دارت السفينة وهو يصلي، توجه إلى القبلة حيث دارت، كذا في شرح منية المصلي لابن أمير الحاج. وإن اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسأله عنها اجتهد وصلى، كذا في الهداية. فإن علم بعد ما صلى، لا يعيدها، وإن علم وهو في الصلاة استدار إلى القبلة وبنى عليها، كذا في الزاهدي. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الثالث في استقبال القبلة: ۶۳/۱، رشيدية)

وفيه أيضاً: " ويلزمه التوجه إلى القبلة عند افتتاح الصلاة، كذا في الكافي في باب صلاة المريض. وكلما دارت السفينة يحول وجهه إليها، ولو ترك تحويل وجهه إلى القبلة، وهو قادر عليه لا يجزيه". (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، الصلاة على الدابة والسفينة: ۱۴۴/۱، رشيدية)

مثلاً: کوئی آواز دے کہ اب قبلہ تھوڑا سا دائیں طرف ہوگیا ہے، تو نمازی اپنا رُخ دائیں طرف کرلے، یہ مسئلہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، وہ اس طرح کہ نمازی اگر کسی ایسے شخص کی کوئی بات سن کر اس کے مطابق عمل کرلے، جو نماز میں نہ ہو، تو اس نمازی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور یہاں ٹرین میں کسی کی خبر سن کر اپنا رُخ قبلہ کی جانب کرلینے میں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے کہ نمازی نے غیر نمازی سے سنا کہ ٹرین قبلہ سے پھر گئی ہے اور پھر اسی خبر کے مطابق وہ نمازی بھی پھر گیا، لہٰذا اس کی بھی نماز فاسد ہو جائے گی (۱)۔

چناں چہ! نماز کو فساد سے بچانے لیے ضروری ہے کہ نمازی جب کسی غیر نمازی کی خبر سنے تو اس کی بات سنتے ہی فوراً نہ پھر جائے، بلکہ اس کی بات سن کر اسے سوچے اور پھر اپنی اس سوچ پر عمل کرتے ہوئے پھر جائے۔ اس صورت میں اس کا عمل اس کی اپنی سوچ اور فکر کے مطابق ہوا، اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی، اس مسئلہ سے عامۃ الناس کا ایک بہت بڑا طبقہ ناواقف ہے۔

ریل گاڑی میں نماز ادا کرتے ہوئے قیام کا حکم

فرض نماز کے لیے جس طرح حالت اقامت میں قیام فرض ہے، اسی طرح

---

(۱) "وإن فتح غير المصلي على المصلي، فأخذ بفتحه، تفسد". (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الأول، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۹۹/۱، رشيدية)

"لو امتثل أمر غيره فقيل له: تقدم فتقدم، أو دخل فرجة الصف أحد فوسع له فسدت، بل يمكث ساعة، ثم يتقدم برأيه، قهستاني معزيا للزاهدي". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب: ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ص: ۸۵، دار الكتب العلمية)

دورانِ سفر بھی فرض نماز کھڑے ہوکر ہی ادا کرنا فرض ہے، جب تک اسے کھڑے ہونے کی طاقت ہے، بیٹھ کر نماز صحیح نہ ہوگی اور اس میں مردوں کی کوئی تخصیص نہیں، عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ اسفار کے دوران یہ بھی بکثرت دیکھا گیا کہ مستورات بیٹھ کر نماز پڑھ لیتی ہیں، تو ان کا بھی ایسا کرنا جائز نہیں، فرض، وتر اور سنتِ فجر مستورات کو بھی کھڑے ہوکر ہی پڑھنا لازم ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، البتہ دورانِ سفر مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، دونوں کے لیے نوافل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، (اس کی تفصیل آخر میں آرہی ہے)۔

قیام کی حالت میں گرنے کا قوی خطرہ ہو تو کسی چیز سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو جائے، ٹرین میں برتھ یا سیٹوں کے ڈنڈے وغیرہ کو پکڑ کر کھڑا ہو جائے، حالتِ قیام میں ہاتھ باندھنا سنت عمل ہے اور قیام فرض ہے، اس لیے اس دشواری والی حالت میں اس سنت عمل (ہاتھ باندھنے) کو چھوڑنے کی گنجائش ہے، تاکہ فرض عمل (قیام) ادا ہو سکے۔

اور اگر ہجوم کی وجہ سے راستے وغیرہ میں قبلہ رُخ ہو کر قیام کرنا ممکن نہ ہو تو ایک صورت یہ بھی اختیار کی جاسکتی ہے کہ کیبن میں (جہاں دونوں طرف دو لائنوں میں اوپر نیچے تین تین برتھ ہوتے ہیں اور درمیان میں لمبا راستہ ہوتا ہے) قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہو جائے، رکوع کھڑا ہو کر کرے اور سجدہ کرنے کے لیے ایک طرف کی سیٹ پر کرسی پر بیٹھنے کی طرح بیٹھ جائے اور سامنے والی سیٹ پر سجدہ کر لے، اگرچہ اس طرح سجدہ کرنے میں گھٹنے زمین پر نہیں لگیں گے، لیکن گھٹنوں کا زمین پر لگنا فرض نہیں ہے، اس لیے اس کے بغیر بھی سجدہ درست ہو جانے کی وجہ سے نماز درست ہو جائے گی (۱)۔

---

(۱) "ولو ترك وضع اليدين والركبتين جازت صلاته بالإجماع". (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة: ۷۰/۱)

ہاں اگر کوئی مریض ہے، یا اتنا بوڑھا ہے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت نہیں رکھتا تو اس کے لیے جیسے حالت اقامت میں بیٹھ کر یا جیسے بھی نماز ادا کرنا ممکن ہو، پڑھنا ضروری ہے، اسی طرح حالت سفر میں بھی اس کے لیے جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھنا ضروری ہے، یعنی: بیٹھ کر نماز پڑھنے کا تعلق سفر یا اقامت سے نہیں، بلکہ عذر کے پائے جانے یا نہ پائے جانے سے ہے۔

ٹرین میں سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنا

ٹرین میں سمتِ قبلہ کی تعیین کے بعد قبلہ رُخ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے، اگر بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوگی، عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ سفر میں نماز پڑھنے والے اس کا اہتمام نہیں کرتے، بلکہ سیٹ یا برتھ پر بیٹھے بیٹھے جس طرف بھی منہ ہو نماز پڑھ لیتے ہیں۔

بعضوں کو دیکھا کہ قبلہ رُخ ہوئے بغیر کھڑے ہو کر نیت باندھتے ہیں، رکوع بھی مکمل کرتے ہیں، لیکن اس کے بعد سیٹ پر بیٹھ جاتے ہیں اور سامنے والی سیٹ پر سجدہ کرتے ہیں، تو واضح رہے کہ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں نماز اس طرح درست نہیں ہوتی۔

پہلی صورت میں تو بلا عذر قیام اور قبلہ رُخ ترک کرنے کی وجہ سے، اور دوسری صورت میں قبلہ رُخ ترک کرنے کی وجہ سے، نماز میں قبلہ کی طرف رُخ کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی اور دین سے ناواقف لوگوں کا یہ خیال کہ سفر میں قبلہ رُخ کی پابندی ضروری نہیں، سو فیصد غلط ہے۔ سفر میں دورانِ نماز قبلہ رُخ ہونا، اُسی طرح ضروری ہے جس طرح حضر میں ضروری ہے۔

نیز! سیٹ پر سجدہ کرنے کی صورت میں اس سیٹ کا پاک ہونا اور اس کا اتنا سخت ہونا ضروری ہے کہ سجدہ کرتے وقت پیشانی اس سیٹ کی سختی کو محسوس کر سکے۔

اسفار کے دوران بکثرت اس امر کا مشاہدہ ہوا کہ چھوٹے بچے ان پر پیشاب کر دیتے ہیں اور بظاہر ان کو پاک کرنے کا کوئی بہت زیادہ اہتمام نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ایسا اہتمام کوئی بہت زیادہ آسان کام ہے، لیکن اس سب کے باوجود اپنی نظروں کے سامنے اس سیٹ کو ناپاک ہوتا ہوا نہیں دیکھا گیا، اور ظاہری طور پر بھی سیٹ پر کسی نجاست کا نشان نہیں ہے، اور بو وغیرہ بھی نہیں ہے تو اسے شرعاً پاک ہی تصور کیا جائے گا۔

ٹرین میں جگہ نہ ہونے کی صورت میں ممکنہ تدابیر

۱۔ البتہ بسا اوقات ٹرین میں غیر معمولی رش ہونے کی وجہ سے نماز کے لیے جگہ کا ملنا دشوار ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں دوسری سواریوں سے گذارش کر لے کہ چند منٹ کے لیے نماز پڑھنے کی خاطر آپ کی جگہ مطلوب ہے، دیکھا گیا ہے کہ مسلم تو مسلم، بلکہ غیر مسلم بھی نماز کے لیے اپنی جگہ خالی کر دیتا ہے، اس لیے لوگوں سے جگہ کی درخواست کیے بغیر قیام کو ترک کر دینا اور بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

۲۔ نماز کے لیے جگہ کی تلاش میں اپنا ڈبہ چھوڑ کر دوسرے ڈبے کی طرف جانا بھی ممکن ہوتا ہے، اس لیے اپنی جگہ پر اپنا سامان اپنے اعزہ کے پاس، یا کسی قابل اعتماد ساتھی کے پاس محفوظ کر کے دوسرے ڈبوں میں جا کر نماز کے لیے جگہ تلاش کرے۔

۳۔ عام طور پر ڈائننگ کار (کھانے والے ڈبے) میں نماز کے لیے جگہ بھی مل جاتی ہے اور جائے نماز بھی، ان سے استفادہ کرنا چاہیے، اس کے علاوہ اسی کھانے والے ڈبے کی ابتدا اور انتہا پر دروازوں کے پاس بھی جگہ خالی مل جاتی ہے۔

۴۔ نیز! اے کلاس ڈبوں (اے سی والے ڈبوں) کی ابتدا اور انتہا میں بھی جگہ خالی ہوتی ہے، محض نماز پڑھنے سے کوئی بھی گارڈ یا محافظ منع نہیں کرتا، اور اگر مستورات کا بحفاظت ایسی جگہ تک آنا جانا آسانی سے ممکن ہو تو ان کے لیے بھی یہ جگہیں نماز پڑھنے کے

لیے انتہائی موزوں ہیں۔

۵۔تبلیغی جماعتوں کی ٹرینوں میں نماز پڑھنے کے بے حد اہتمام،شوق اور لگن کی برکت سے موجودہ دور میں نئی تیار ہونے والی ٹرینوں میں تقریباً درمیان والے ڈبے میں ایک پورا پورشن نماز کے لیے مختص کیا جانے لگا ہے، جہاں نماز کے لیے جائے نماز بچھی ہوتی ہیں،ٹرین کے عملے سے اس جگہ کا معلوم کرکے وہاں باآسانی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

اگر باوجود ان تمام کوششوں کے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کے لیے جگہ نہ مل سکے اور نماز کا وقت نکل جانے کا خوف ہوتو بیٹھ کر پڑھ لیں،لیکن اس طرح کرنے کی صورت میں بعد میں اس نماز کا اعادہ لازم ہوگا(۱)۔

حاصل یہ ہے کہ پہلے ان لوگوں سے جگہ کی درخواست کی جائے،اگر وہ جگہ نہ دیں تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے،بعد میں اعادہ کرے،فقط واللہ اعلم(۲)

ٹرین میں بہت زیادہ ہجوم کی وجہ سے نماز کا مختصر کرنے کا حکم

ٹرین میں جب ہجوم بہت زیادہ ہو،جگہ ملنی دشوار ہوتو ایسی صورت میں اپنی نماز میں اختصار کر لینے کی بھی شرعاً گنجائش ہے،تاکہ یہ اس اجتماعی جگہ میں جلد نماز کے فریضے کو ادا کر لے اور اس کی وجہ سے دوسرے لوگ تنگی ومشقت میں نہ پڑھیں،نماز میں اختصار کرنے

---

(۱) "وفي الخلاصة وفتاوى قاضي خان وغيرهما: الأسير في يد العدو إذا منعه الكافر عن الوضوء والصلاة، يتيمم ويصلي بالإيماء، ثم يعيد إذا خرج ...... إلى قوله...... كالمحبوس لأن الطهارة لم تظهر في منع وجوب الإعادة، ......ثم قال: ...... فعلم منه أن العذر إن كان من قبل الله تعالىٰ لا تجب الإعادة، وإن كان من قبل العبد وجبت الإعادة، أو هو بسبب العبد فتجب الإعادة". (البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب التيمم: ۱/۲٤۸، دارالكتب العلمية)

(۲) خیر الفتاوی:۲/۲۴۳، فتاوی حقانیہ:۳/۹۷۔فتاوی عثمانی:۱/۳۶۹

کا طریقہ یہ ہوگا کہ نماز میں صرف فرائض اور واجبات کو ادا کرے، اور سنن ومستحبات کو چھوڑ دے، مثلاً:

۱۔ثناء نہ پڑھے۔

۲۔سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سی تین چھوٹی آیات یا کوئی سی چھوٹی سورت پڑھ لے۔

۳۔رکوع وسجود کی تسبیح صرف ایک بار کہہ لے۔

۴۔قعدہ میں التحیات پڑھنے کے بعد کوئی مختصر سادرود شریف مثلاً: اللھم صل علی محمد، پڑھ لے۔

۵۔درود شریف کے بعد مشہور دعا رب"اجعلني مقيم الصلوة ......"کی جگہ کوئی سی مختصر دعا مثلاً:"اللھم اغفر لي"پڑھ کے سلام پھیر دے(۱)۔

لیکن واضح رہے کہ یہ اختصار کر لینے کا حکم انتہائی مجبوری کی صورت میں ہے، بلا مجبوری اس کا اختیار کرنا مکروہ ہوگا۔

ریل گاڑی کے ڈرائیور کے لیے قصر یا اقامت کا حکم

ریل گاڑی کے ڈرائیور یا دیگر عملہ جب اپنے مقام سے نکل جائے اور ان کا یہ سفر مسافتِ سفر سے زائد کا ہو، تو یہ تمام افراد مسافر شمار ہوں گے، اگر چہ اس طرح یہ افراد ہمیشہ

(۱)وسننها الخ رفع اليدين للتحريمة، في الخلاصة: إن اعتاد تركه أثم. (الدر المختار) وفي الشامي: "والمختار إن اعتاده أثم لا إن كان أحيانًا اھ. وجزم به في الفيض، وكذا في المنية. قال شارحها: يأثم لا لنفس الترك، بل لأنه استخاف وعدم مبالاة بسنة واظب عليها النبي صلى الله عليه وسلم مدة عمره، وهذا مطرد في جميع السنن الموكدة". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوٰة، واجبات الصلوٰة: ۱۷۱/۲، دار عالم الكتب)

سفر میں ہی کیوں نہ رہیں، یعنی: اس طرح کے اسفار میں یہ ہمیشہ قصر کریں گے۔مثلاً: ڈرائیور کراچی کا رہنے والا ہے، ٹرین میں پشاور تک جائے گا، تو جیسے ہی ٹرین کراچی کی حدود سے نکل جائے گی، اسی وقت سے یہ مسافر ہو جائے گا، پشاور تک، وہاں قیام کے دوران (بشرطیکہ پندرہ دن سے کم تک ہو) اور وہاں سے واپسی میں کراچی کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے تک یہ ڈرائیور مسافر رہے گا۔

سفر میں ٹرین سے متعلقہ چند اہم مسائل (۱)

مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں؟

۱......کسی عذر کی وجہ سے نماز اپنے وقت سے، مؤخر کی جاسکتی ہے تو عذر کس انتہا کو پہنچا ہوا ہو کہ اس کو عذر کہا جائے؟

۲......ایک شخص ریل میں ہے، ''تھرڈ کلاس'' میں سفر کر رہا ہے اور بھیڑ اتنی شدید ہے کہ عادۃً وعرفاً واقعی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا، ایسی حالت میں وہ نماز مؤخر کر سکتا ہے یا نہیں؟

۳......ریل کے ڈبے کے کئی کمرے ہوتے ہیں، اس میں تمام سیٹیں بنی رہتی ہیں، معمولی سی جگہ راستے کے لیے چھٹی رہتی ہے، ریل میں نماز پڑھنے کے لیے بڑی دشواری ہوتی ہے کہ کبھی کبھی سمت کے مطابق جگہ نہیں ملتی، مثلاً: ریل مشرق ومغرب کے رُخ

(۱) نوٹ: آنے والے بارہ مسائل اور ان کے جوابات کے تحت ذکر کیے جانے والے حوالہ جات دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے شکریہ کے ساتھ ان کے تحت ادارہ الفاروق کراچی کے شائع کردہ فتاوی محمودیہ سے ہی من وعن نقل کیے جا رہے ہیں۔

(فتاوی محمودیہ، کتاب الصلاۃ، باب صلوٰۃ المسافر، سفر کے چند ضروری مسائل: ۷/ ۵۳۸-۵۴۴، ادارہ الفاروق، کراچی)

پر چلنے کے بجائے کچھ ترچھی سمت میں جارہی ہے، اس صورت میں صحیح طور پر جہتِ قبلہ کو پا لینا مشکل ہوتا ہے، تو اس کے لیے کوئی گنجائش ہے؟

۴.....چلتی ریل پر اگر چہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن ہے، لیکن گرنے کا اندیشہ باقی رہتا ہے، اس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۵.....ریل سے اتر کر پلیٹ فارم پر نماز پڑھ رہا تھا، نماز پوری نہیں ہوئی تھی کہ ریل چل پڑی، نماز پوری کرتا ہے تو ریل جاتی ہے اور ریل پکڑتا ہے تو نماز جیسی اہم عبادت کا ابطال لازم آتا ہے، ایسی حالت میں اس کو کیا کرنا چاہیے؟ اگر نماز توڑنا جائز ہے تو اس کو کیا چارہ ہے، جس حالت میں ہو خواہ رکوع میں ہو یا سجدہ میں ہو، توڑ دے یا اس کو کسی حد تک رکوع وسجدہ کرنا ضروری ہے؟

۶.....بس میں یہ پریشانی خصوصاً پیش آتی ہے کہ وضو ہونے کے باوجود بھی نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ملتی، ایسی صورت میں کیا کرے، بیٹھا بیٹھا یا کھڑا کھڑا نماز پڑھ لے؟

۷.....بس اسٹاپوں پر بسیں رکتی ہیں، لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کب تک رکیں گی، کبھی فوراً دو چار منٹ کے بعد چل دیتی ہیں، کبھی گھنٹوں بعد اتفاق سے جاتی ہیں، لیکن آدمی ہر لمحہ اسی گومگو [کشمکش] میں پڑا رہتا ہے اور آدمی اس خوف سے نہیں اترتا، کہیں میں ادھر اتروں اور ادھر وہ گاڑی چل دے، ایسی صورت میں نماز کا کیا حکم ہے؟ جب کہ اس کے لیے وضو کرنے کا مسئلہ بھی ہو اور نماز پڑھنے کا حکم بھی؟ یہ صورتِ امکانی نکالی جاتی ہے کہ کسی جگہ اتر کر جلدی سے نماز پڑھ لے، لیکن یہ انتہائی بے اطمینانی اور بدسکونی کا عالم ہوتا ہے، جس پر عادۃً عمل مُحال کہا جاتا ہے، بتلائیں کہ کیا حکم ہے؟

۸.....ریل میں طبیعت کبھی اس بات سے جھجکتی ہے کہ آس پاس کے لوگوں کو ہٹا کر نماز کی جگہ نکالی جائے، دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ بہت ممکن ہے کہ میں کہوں اور کوئی

انکار کر جائے، تو کیا اس صورت میں نماز کو افضل حالت سے چھوڑ کر ارذل حالت میں پڑھا جاسکتا ہے؟ یعنی: سوال کے بعد جگہ نکالنے پر جس درجے کی نماز پڑھی جاسکتی تھی، اس سے کم درجہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے، مثلاً: کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ کر؟

۹......ریل پر ایک معذور سفر کر رہا ہے، ریل پر تو تیمم کے لیے کوئی چیز مل نہیں سکتی، اگر ریل کے ڈبے کی زمین پختہ ہے بھی تو امکانِ نجاست غالب ہی نہیں، بلکہ اغلب ہے، اس لیے کہ وہ ۲۴/ گھنٹے جوتوں سے روندی جاتی ہے، ایسی صورت میں کیا وہ نماز کو مؤخر کرے؟

۱۰......ایک شخص عینِ سورج غروب ہونے کے وقت سفر سے واپس ہو کر اپنے وطن میں داخل ہوا، عصر کی نماز اب تک نہیں پڑھی تھی، اب اس پر دو رکعت قضا واجب ہے یا چار رکعت؟

۱۱......لکھنؤ، دہلی، بنارس، آلہ آباد وغیرہ اس طرح کے شہر کوئی ایک دو کوس کے ہوتے نہیں، بلکہ ان کا سلسلہ کئی کئی کوسوں تک ہوتا ہے، ایسے مقامات میں آدمی کہاں سے مسافر شمار ہوگا، آیا اپنے محلے ہی سے نکلتے ہی مسافر ہو جائے گا، یا حدودِ شہر کو پار کرنے کے بعد مسافر شمار ہوگا، شہروں میں مسافرت کا معیار کیا ہے؟

۱۲......ریل میں بیت الخلا تو ہوتا ہے، لیکن غسل خانہ نہیں ہوتا، اگر کسی کو رات میں احتلام ہو جائے تو کیا کرے؟ گرمی کا معاملہ کچھ اہون ہے، لیکن سردی کا تو بہت کٹھن ہے، اگر کوئی ہمت کر کے بیت الخلا میں نہانا بھی چاہے تو طبیعت کو ایک طرح کا انقباض ہوتا ہے، اس لیے کہ محلِ نجاست ہے، دوسرے یہ کہ پانی اتنا ٹھنڈا ہوتا ہے کہ سارا بدن شل ہو سکتا ہے، تیسرے یہ کہ دورانِ غسل ہی پانی ختم ہو سکتا ہے، اس لیے کہ اس میں زیادہ پانی نہیں ہوتا، ان مجبوریوں کے پیشِ نظر اس کو کیا کرنا چاہیے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱......وقتِ مستحب سے مؤخر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ مکروہ وقت تک تاخیر نہ ہو(۱)۔ سفر میں پانی نہ ہو تو تیمم اس کا بدل ہے، لیکن پانی ملنے کی توقع ہو تو مؤخر کرنا چاہیے(۲)۔

۲......مؤخر کر کے قضا نہ کر دے، انتہائی کوشش کے بعد جگہ نہ ملے تو اشارہ سے نماز پڑھ لے، پھر جگہ ملنے پر اعادہ کر لے(۳)۔

---

(۱) والمستحب للرجل الابتداء في الفجر بإسفار، والختم به إلا لحاج بمزدلفة، وتأخير ظهر الصيف مطلقاً، والجمعة كظهر أصلاً واستحباباً، وتأخير عصر ما لم يتغير ذكاء بأن لا تحار العين فيها في الأصح، وتأخير عشاء إلى ثلث الليل، والمغرب إلى اشتباك النجوم، أي: كثرتها كره تحريماً. (الدر المختار: ١/٣٦٦، ٣٦٩، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمگيريه، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها، الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات: ١/٥١، ٥٢، رشيدية)

(٢) وندب لراجيه رجاء قويا آخر الوقت المستحب، ولو لم يؤخر وتيمم وصلى، جاز إن كان بينه وبين الماء ميل، وإلا لا. (الدرالمختار، كتاب الطهارة، باب التيمم: ١/٢٤٩، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب التيمم: ١/٢٧٠، رشيدية)

(٣) وفي الخلاصة وغيرها: الأسير في يد العدو إذا منعه الكافر عن الوضوء والصلاة يتيمم ويصلي بالإيماء، ثم يعيد إذا خرج. (البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب التيمم: ١/٢٧٠، رشيدية)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الطهارة، باب التيمم: ١/٢٣٥، سعيد)

۳......معمولی فرق ہو(شمال وجنوب کا فرق نہ ہو) تو گنجائش ہے(۱)۔

۴......جو شخص اتنا ضعیف ہو کہ گر جانے کا ظنِ غالب ہو وہ بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے(۲)۔

۵......ریل کے چلے جانے کی وجہ سے اگر حرجِ قوی ہو تو نا تمام چھوڑ کر ریل میں سوار ہو جائے، رکوع سجود کی اس حالت میں پابندی نہیں (۳)۔

---

(۱) كذا قال التفتازاني في شرح الكتاب: "فيعلم منه أنه لو انحرف عن العين انحرافاً لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز، ويؤيده ما قال في الظهيرية: إذا تيامن أو تياسر تجوز؛ لأن وجه الإنسان مقوس؛ لأن عند التيامن أو التياسر يكون أحد جوانبه إلى القبلة".
(رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ١/٤٢٨، سعيد)

شمالاً وجنوباً معمولی فرق کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس قدر انحراف ہو کہ نمازی کی پیشانی کا کوئی نہ کوئی حصہ قبلہ کی سیدھ میں باقی رہے، اس کی مقدار فقہاء نے دونوں جانب ۴۵-۴۵ درجہ مقرر کی ہے۔
(مسائل بہشتی زیور: ۱/۱۳۹)[اضافہ حاشیہ از مؤلف]۔

(٢) قال رحمه الله: "ولو صلى في فلك قاعداً بلا عذرٍ، صح عند أبي حنيفة، وقالا: لا يصح إلا من عذرٍ؛ لأن القيام مقدور عليه، فلا يجوز تركه، وله أن الغالب فيه دوران الرأس وهو كالمتحقق لكن القيام أفضل؛ لأنه أبعد عن شبهة الخلاف، والخروج أفضل إن أمكنه؛ لأنه أمكن لقلبه". (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض: ١/٤٩٥، دار الكتب العلمية)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض: ٢/٢٠٦، رشيدية)

(٣) رجل قام إلى الصلاة فسرق منه شيئ قيمته درهما، له أن يقطع الصلاة ويطلب السارق سواء كانت فريضة أو تطوعا؛ لأن الدرهم مال، امرأة تصلي ففار قدرها، جاز لها قطع الصلاة لإصلاحها، وكذا المسافر إذا ندّت دابته أو خاف الراعي على غنمه الذئب، إلخ. (الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره الصلاة، ومما يتصل بذلك مسائل: ١/١٠٩، رشيدية)، (وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ١/٦٥٤، سعيد)

۶......نمبر:۲ کی صورت اختیار کرے(۱)۔

۷......ڈرائیور یا کنڈکٹر سے دریافت کرلے کہ یہاں کتنے منٹ بَس ٹھہرے گی، گومگو[کشمکش] میں نہ رہے(۲)، پھر کسی جگہ وضو کرلے[اور] کسی جگہ نماز پڑھ لے، اگر چہ سکونِ تام میسر نہ ہو، سکونِ تام تو کسی کسی کو میسر ہوتا ہے، جو حالت سکون کی سمجھی جاتی ہے، اس میں ذہن میں اُفکار کا ہجوم رہتا ہے اور سمندر کی طرح موجوں کا سلسلہ لگا رہتا ہے، اس کی وجہ سے نماز ترک نہیں کی جا سکتی، عین حالتِ جہاد میں بھی صلوٰۃ خوف مشروع ہے(۳)۔

۸...... یہ جھجک بے محل ہے، قضائے حاجت کے لیے بیت الخلا پہنچنے کے واسطے بھی بسا اوقات جگہ مانگنا پڑتی ہے، سوار ہونے، بیٹھنے، سامان رکھنے کے لیے بھی جگہ طلب کی جاتی ہے اور جھجک محسوس نہیں کی جاتی، جگہ طلب کرلے اور کوشش کے باوجود کسی نے انکار کر دیا اور قلب کو اذیت ہوئی تو اجر میں اضافہ ہوگا۔

۹......وہ بھی مؤخر نہ کرے، ریل میں بعض دفعہ کھڑکیوں سے اتنا غبار آجاتا ہے کہ

(۱) راجع، ص: ٤٢، ورقم الحاشية: ٣

(٢) عن أبي الدرداء قال: أوصاني خليلي: "أن لا تشرك بالله شيئاً وإن قطعت وحرقت، ولا تترك صلاة مكتوبة متعمداً، فمن تركها متعمداً، فقد برئت منه الذمة، ولا تشرب الخمر؛ فإنها مفتاح كل شر"، رواه ابن ماجة. (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، الفصل الثالث: ١/٥٩، قديمي)

(٣) قال الله تعالىٰ: ﴿وإذا كنت فيهم فأقمت لهم الصلاة، فلتقم طائفة منهم معك، وليأخذوا أسلحتهم، فإذا سجدوا فليكونوا من ورائكم، ولتأت طائفة أخرىٰ لم يصلوا، فليصلوا معك﴾[سورة النساء، رقم الآية: ١٠٢]

تیمم کے لیے کافی ہوجاتا ہے، اگر وہاں کی مٹی یقیناً ناپاک ہے (موہوم نہیں) اور پانی استعمال کرنے کی قدرت نہ ہو (مرض کی وجہ سے) تو آخر فاقد الطہورین کا مسئلہ بھی موجود ہے (۱)۔

۱۰...... اگر وقت عصر ختم ہونے پر وطن میں داخل ہوا تو قصر کرے گا، ورنہ اتمام کرے گا (۲)۔

---

(۱) والمحصور فاقد الماء والتراب الطهورين بأن حبس في مكان نجس، ولا يمكنه إخراج تراب مطهر، وكذا العاجز عنهما لمرض يؤخرها عنده، وقال أيضاً: يتشبه المصلين وجوباًفيركع ويسجد إن وجد مكاناً يابساً وإلا يؤمي قائماً، ثم يعيد كالصوم، به يفتى، وإليه صح رجوعه، أي: الإمام كما في الفيض". (الدر المختار، كتاب الطهارة، باب التيمم: ۱/۲۵۲، ۲۵۳، سعيد)

اس جواب کے آخر میں "فاقد الطہورین" کا لفظ استعمال ہوا ہے، یہ ایک فقہی اصطلاح ہے، جو ایسے شخص کے لیے استعمال ہوتی ہے، جو کسی جگہ قید ہو اور وضو کے لیے اس کو پانی بھی میسر نہ ہو اور پاک مٹی بھی نہ ہو جس سے وہ تیمم کر سکے، تو شرعاً ایسے شخص کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ تشبہ بالمصلین کرے، یعنی: نماز کی نیت کیے بغیر نمازیوں جیسے اعمال کرے، رکوع بھی کرے، اور سجدہ بھی، لیکن قراءت نہ کرے، اور بعد میں جب طہارت پر قدرت ہو جائے تو پھر وضو کر کے اس نماز کا اعادہ کرے۔

چنانچہ مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ اگر ٹرین میں ایسی صورت پیش آجائے تو پھر فاقد الطہورین کی مثل تشبہ بالمصلین کرے اور بعد میں اعادہ کرے۔[اضافہ از مؤلف]

(۲) "والمعتبر في تغيير الفرض آخر الوقت وهو قدر ما يسع التحريمة، فإن كان المكلف في آخره مسافرا، وجب ركعتان، وإلا فأربع؛ لأنه (أي: آخر الوقت) المعتبر في السببية عند عدم الأداء قبله". (الدر المختار). "(قوله: وجب ركعتان): أي: وإن كان في أوله مقيما وقوله: وإلا فأربع: أي وإن لم يكن في آخره مسافرا؛ بأن كان مقيما في آخره، فالواجب أربع". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۲/۱۳۱، سعيد)

۱۱......محلہ سے نہیں، بلکہ آبادی سے خارج ہونے پر مسافر شمار ہوگا(۱)۔

۱۲......طبعی انقباض تو نا قابلِ التفات ہے، اول اس جگہ پانی بہا دے، پھر تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر غسل کرے، ہاں اگر پانی اتنا ٹھنڈا ہے کہ بدن شل ہو جائے تو تیمم کر لے، پھر جب قابلِ برداشت پانی مل جائے تو غسل کرلے(۲)۔ فقط واللہ اعلم

ٹرین میں جمع بین الصلاتین کا حکم

عند الاحناف عرفات اور مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ ہر نماز کو اپنے اپنے وقت میں پڑھنا ضروری ہے۔ چنانچہ! سفر میں بھی یہی حکم ہے، کہ ہر نماز کو اسی کے وقت میں ادا کیا جائے(۳)۔

---

(۱) "من خرج من عمارة موضع إقامته من جانب خروجه، وإن لم يجاوز من الجانب الآخر ...... قاصدا مسيرة ثلاثة أيام ولياليها". (الدر المختار). "(قوله: من جانب خروجه إلخ) قال في شرح المنية: فلا يصير مسافرا قبل أن يفارق عمران ما خرج منه من الجانب الذي خرج، حتى لو كان ثمة محلة منفصلة عن المصر وقد كانت متصلة به، لا يصير مسافرا ما لم يجاوزها". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۲/۱۲۱، سعيد)

(۲) "من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلا أو لمرض أو برد يهلك الجنب أو يمرضه ولو في المصر إذا لم تكن له أجرة حمام ولا ما يدفئه تيمم لهذه الأعذار كلها". (الدر المختار، كتاب الطهارة، باب التيمم: ۱/۲۳۲، ۲۳٤، سعيد)

(۳) ولا يجمع بين الصلاتين في وقت واحد لا في السفر ولا في الحضر بعذر ما عدا عرفة، والمزدلفة كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الأول: في مواقيت وما يتصل بها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الأول: في أوقات الصلاة: ۱/۵۲، رشيديه)

ہاں نماز کے وقت میں اگر گاڑی رکنے یا رکنے کے بارے مسافر کو یقین ہو یا غالب گمان ہو کہ ٹرین یا گاڑی رکے گی نہیں، اور وہ وضو کر کے نماز ادا نہیں کر سکے گا، مثلاً: کوئی شخص سفر پر جانا چاہتا ہے، وہ ظہر کی نماز ادا کر چکا ہے، اب اسے خطرہ ہے کہ عصر کا وقت سفر کے دوران آئے گا، اور گاڑی چلتی رہے گی، جس کے نتیجے میں اس کی عصر کی نماز فوت بھی ہو سکتی ہے، تو کیا وہ عصر کی نماز اس کے وقت سے پہلے ہی ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

تو اس بارے میں شرئی حکم جاننے سے قبل یہ سمجھیں کہ عصر کی وقت کی ابتداء میں دلائل کی ہی روشنی میں احناف کے دو قول ہیں:

۱۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عصر کا وقت مثل ثانی مکمل ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔

۲۔ جب کہ صاحبین رحمہما اللہ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مثل اول پورا ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

چنانچہ! احناف کے اکثر اکابرین نے فتوی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر دیا کہ عصر کی نماز کا وقت دومثل ختم ہو جانے کے بعد شروع ہوگا (۱)۔ چنانچہ پاکستان بھر میں حنفی مسلک کی تمام مساجد میں اسی کے مطابق عمل ہوتا ہے، اور اسی کے مطابق جنتریاں اور نماز کے اوقات والے نقشے مرتب کیے جاتے ہیں۔

---

(۱) ووقت الظهر من زواله إلى بلوغ الظل مثليه، وعنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوي : وبه نأخذ ...... وبه يفتى والأحسن ما في السراج عن شيخ الإسلام: إن الاحتياط أن لايؤخر الظهر إلى المثل، وأن لايصلي العصر حتى يبلغ المثلين، ليكون مؤديا للصلوتين في وقتهما بالإجماع الخ. (در مختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة: ۲/۱۵، دار عالم الكتب)

البتہ چونکہ مثلِ اول کے بعد عصر کے وقت کی ابتداء کے بارے میں احناف کے دو بڑے امام یعنی: صاحبین کا قول بھی موجود ہے، اس لیے بعض مشائخ نے صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر بھی فتوی دیا ہے(۱)۔

اس تفصیل کو سامنے رکھتے ہوئے جمہور فقہاء کرام کی طرف سے اس بات کی گنجائش دی گئی اگر کسی کو کوئی عذر ہو تو اس کے لیے صاحبین کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، یعنی: وہ مثلِ اول کے بعد عصر کی نماز ادا کر سکتا ہے، اس کی نماز درست ہو جائے گی، اس نماز کے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

لیکن عام حالات میں اس قول پر عمل نہیں کیا جائے گا، بلکہ احناف کے اصل مذہب، یعنی: مثلِ دوم کے بعد ہی نمازِ عصر ادا کی جائے گی (۲)۔

نوٹ: اوپر یہ مذکور ہوا کہ عذر کے وقت میں ایسا کرنے کی گنجائش ہے، اب عذر کی کئی صورتیں ممکن ہیں، مثلاً:

---

(۱)فعندهما إذا صار ظل كل شيئ مثله، خرج وقت الظهر، ودخل وقت العصر، وهو رواية محمد عن أبي حنيفة، وإن لم يذكره في الكتاب نصا في خروج وقت الظهر.
(المبسوط، كتاب الصلوٰة، باب: مواقيت الصلاة: ۱/ ۲۹۰، الغفارية، كوئٹه)

ووقت الظهر من زواله إلى بلوغ الظل مثليه، وعنه مثله، وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوي: وبه نأخذ. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوٰة، ۲/ ۱۵، دار عالم الكتب)

(۲)قال المشايخ: ينبغي أن لا يصلي العصر حتى يبلغ المثلين، ولا يؤخر الظهر إلى أن يبلغ المثل ليخرج من الخلاف فيها. (الحلبي الكبير، كتاب الصلوٰة، بحث: فروع في شرح الطحطاوي، ص: ۲۲۷، سهيل اكيڈمي، لاهور)

۱۔ مسافر نے جس گاڑی میں سفر کرنا ہے، وہ گاڑی عصر کے وقت میں باوجود کوشش کے نماز کے لیے نہیں رکے گی، تو ایسا شخص گاڑی میں سوار ہونے سے قبل، مثلِ اول کے بعد مثلِ ثانی میں ہی نمازِ عصر ادا کرسکتا ہے۔

۲۔ سفر پہلے سے ہی شروع ہو چکا ہے، اور معلوم ہے کہ یہ گاڑی ظہر کے وقت میں تو وقفہ کرے گی، لیکن اس کے بعد نہیں کرے گی تو اس وقفہ میں ہی مثلِ اول کے بعد مثلِ ثانی میں نمازِ عصر ادا کرسکتا ہے۔

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر اپنی گاڑی ہے، یا ٹرین میں سفر کر رہا ہے تو پھر نمازِ عصر مثلِ ثانی کے بعد ہی ادا کرے؛
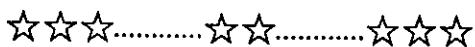
کیوں کہ پہلی صورت میں، یعنی: اپنی گاڑی ہونے کی وجہ سے وہ عصر کے اپنے وقت میں گاڑی روک کر نماز ادا کرسکتا ہے۔

اور دوسری صورت میں یعنی: ٹرین میں سفر کرتے ہوئے ٹرین رکنے یا رکوانے کی ضرورت ہی نہیں، کیونکہ وہ چلتی ٹرین میں ہی شرائط کے ساتھ نماز کے اپنے وقت میں ادا کر سکتا ہے۔

اس بارے میں بہت اہتمام سے احتیاط کرنے کی ضرورت ہے کہ حاجت کے وقت فقہاء کرام کی طرف سے دی گئی اس گنجائش کو ضرورت کے وقت ہی اختیار کیا جائے، بلا ضرورت سستی، کاہلی اور لاپروائی کو عذر کا درجہ دے کر نمازِ عصر مثلین سے قبل نہ ادا کی جائے۔ مثلاً: کوئی جماعت یا مسافر کسی اسٹیشن پر ریل گاڑی کے انتظار میں ہو، اور گاڑی کے آنے کا وقت دو مثل کے بعد کا ہو تو دو مثل سے قبل ہی نمازِ عصر ادا کر لینا درست نہیں، کیونکہ ایسا شخص بآسانی ریل گاڑی میں سوار ہو کر مغرب سے پہلے پہلے نمازِ عصر گاڑی کے اندر ہی ادا کرسکتا ہے، چنانچہ ایسا ہی کیا جائے، نہ کہ اسٹیشن پر ہی مثلِ اول کے بعد نماز ادا کر لی جائے۔

۳۔ مسافر، جیسے: تبلیغی جماعت والے کسی شافعی المسلک یا غیر مقلدین کی مسجد میں جماعت لے کر گئے، جہاں نمازِ عصر مثلِ اول کے بعد ادا کی جاتی ہے، تو مسافر یا جماعت والوں کے لیے جماعت کی فضیلت کے پیش نظر اس مسجد کی جماعت (جو کہ مثلِ اول کے بعد ادا کی جارہی ہے) میں ہی شرکت کر لینا درست ہے، اور بعد میں اس نماز کے اعادہ کی بھی ضرورت نہیں (۱)۔

۴۔ حجاز مقدس میں حرمین شریفین اور دیگر مساجد میں مثل اول کے ختم پر نماز ادا کی جاتی ہے، حنفی مسلک کے لوگوں کے لئے حرمین شریفین کے ائمہ اور دیگر مساجد کے ائمہ کے پیچھے عصر کی نماز ان ہی کے ساتھ ادا کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے (۲)۔

☆☆☆..........☆☆..........☆☆☆

---

(۱) مستفاد من فتاویٰ محمودیہ، کتاب الصلاۃ، باب الاوقات، مثلِ اول پر عصر کی نماز: ۵/ ۳۳۸

(۲) مستفاد من احسن الفتاویٰ، کتاب الصلاۃ، جماعت عصر مثلین سے پہلے ہو تو کیا کرے؟ ۲/ ۱۴۵

ہوائی جہاز
میں
وضواور نماز کی ادائیگی کا طریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہوائی جہاز میں وضو کیسے کریں؟

ہوائی جہاز میں بھی وضو کرنے کے لیے سہولت موجود ہوتی ہے، معلومات اور دیگر بہت سارے حضرات کے مشاہدات وتجربات کے مطابق ہوائی جہاز کے عملہ والے بعض وجوہات کی بنا پر جہاز کے غسل خانہ/ بیت الخلا میں وضو کی اجازت نہیں دیتے، اس کی وجہ انتظامی امور اور صفائی وستھرائی کے مسائل ہیں، ہوائی جہاز میں جگہ چھوٹی ہونے اور پانی کے محدود ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ اخراج فاضل مادوں اور پانی کی نکاسی کا انتظام بھی ہوائی سفر کی وجہ سے نہایت محدود ہوتا ہے، نیز! وضو کا اہتمام کرنے والے حضرات جگہ کی صفائی ستھرائی کا اور پانی کے ضیاع کا خیال نہیں رکھ پاتے، جس کی بنا پر جہاز کا عملہ اس عمل سے منع کرتا ہے، تاہم انہیں اس بات کی یقین دہانی کرادی جائے کہ مذکورہ تمام باتوں کا خیال رکھا جائے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ منع کریں، اس بارے میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ اپنے تجربہ کی روشنی میں فرماتے ہیں:

> ”جہاز کا عملہ ہمیشہ لوگوں کو جہاز میں وضو کرنے سے منع کرتا ہے، اگر کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم ہوجائے کہ یہ شخص غسل خانہ میں جا کر وضو کرے گا تو اس کو روک دیتے ہیں، اس لیے کہ ان کو معلوم ہے کہ جب یہ شخص وضو کرے گا تو سارا غسل خانہ خراب کر آئے گا۔ میں جہازوں میں اکثر سفر کرتا رہتا ہوں اور جہاز کے غسل خانہ میں ہمیشہ وضو کرتا ہوں، مجھے آج تک کسی نے وضو کرنے سے منع نہیں کیا، وجہ اس کی یہ ہے کہ میں اس بات کا اہتمام کرتا ہوں کہ جب میں وضو کر کے باہر نکلوں تو فرش پر پانی کی ایک چھینٹ بھی باقی نہ رہے اور غسل خانے کا واش بیسن بالکل صاف ستھرا رہے، تاکہ بعد میں

آنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

لہٰذا اگر ہم صفائی کا ذرا اہتمام کریں تو کوئی مشکل کام نہیں، غسل خانے میں تولیے موجود ہوتے ہیں اور ٹشو پیپر، ٹوئیلیٹ پیپر بھی ہوتے ہیں، آدمی فرش اور واش بیسن کو ان سے صاف کرلے، لیکن ہم تو یہ سوچتے ہیں کہ بس ہم تو للہ فی اللہ وضو کر کے آگئے، اب بعد میں آنے والے پر کیا گذرے گی؟ اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں، حالاں کہ اس گندگی کے نتیجے میں دوسروں کو تکلیف دینے کا گناہ الگ ہوگا اور لوگوں کو اسلام سے اور دین کے شعائر سے متنفر کرنے کا گناہ الگ ہوگا، العیاذ باللہ" (۱)۔

جہاز میں وضو کرنے کا ایک نہایت آسان طریقہ

ایسے میں ایک بہت آسان صورت اور تدبیر اسپرے والی بوتل کی بھی اپنائی جا سکتی ہے، جیسا کہ ماقبل میں ریل گاڑی کے سفر میں وضو کرنے کے بیان میں سامنے آئی تھی، جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ پانی کی بوتل ہمراہ رکھیں، وضو کرنے کے وقت اسپرے والا حصہ اس بوتل پر فٹ کریں، اپنی رانوں اور گھٹنوں پر تولیہ بچھائیں، اور اعضاءِ وضو پر پانی کا اسپرے کرتے ہوئے وضو مکمل کریں، آپ اس طریقے سے بغیر کیچڑ یا جگہ گیلی کیے بہت آسانی سے وضو کرلیں گے۔

اور اگر پانی کی بوتل پاس نہ ہو تو پینے کے لیے ایک دو گلاس پانی جہاز سے بھی بآسانی مل جاتا ہے، اس سے آپ وضو کر سکتے ہیں۔

ہوائی جہاز میں تیمم کرنے کا حکم

اگر کسی بھی طرح جہاز میں وضو کی ترتیب نہ بن سکے، پانی نہ ہونے کی وجہ سے یا

(۱) اصلاحی مجالس، مجلس نمبر: ۱۷، مخلوق کی وجہ سے عمل چھوڑنا، ہوائی جہاز میں وضو کرنے کا طریقہ: ۲/۳۵-۳۷

کم ہونے کی وجہ سے، یا جہاز کے عملے کی طرف سے باوجود کوشش کے اجازت نہ ملنے کی وجہ سے تو اس موقع پر مندرجہ ذیل تدابیر مرحلہ وار اختیار کی جا سکتی ہیں:

(۱) اگر استنجا کرنے کی حاجت ہو اور پانی میسر نہ ہو تو ٹشو پیپر سے استنجاء کرنا جائز ہے(۱)، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ نجاست مخرج سے متجاوز نہ ہوئی ہو، یا اگر متجاوز ہو گئی ہو تو پھر وہ درہم کی مقدار سے کم ہو، اس لیے کہ اگر نجاست اس صورت میں درہم کی مقدار سے زیادہ ہوئی تو پھر اسے پانی سے دھونا لازمی ہے، ڈھیلے یا ٹشو پیپر سے استنجاء کرنا کافی نہیں رہے گا(۲)۔

---

(۱)، (قوله: وشيئ محترم) أي: ما له احترام واعتبار شرعا، فيدخل فيه كل متقوم إلا الماء كما قدمناه. .... ويدخل أيضا الورق. قال في السراج: قيل: إنه ورق الكتابة، وقيل: ورق الشجر وأيهما كان فإنه مكروه اهـ. .... وكذا ورق الكتابة لصقالته وتقومه، وله احترام أيضا لكونه آلة لكتابة العلم، ولذا علله في التتارخانية بأن تعظيمه من أدب الدين ....وإذا كانت العلة في الأبيض كونه آلة للكتابة كما ذكرناه يؤخذ منها عدم الكراهة فيما لا يصلح لها إذا كان قالعا للنجاسة غير متقوم كما قدمناه من جوازه بالخرق البوالي. (رد المحتار، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء: ۱/ ۳۴۰، دار الفكر)

(۲) ثم الاستنجاء بالأحجار إنما يجوز إذا اقتصرت النجاسة على موضع الحدث، فأما إذا تعدت موضعها بأن جاوزت الشرج، أجمعوا على أن ما جاوز موضع الشرج من النجاسة إذا كانت أكثر من قدر الدرهم يفترض غسلها بالماء ولا يكفيها الإزالة بالأحجار، وكذلك إذا أصاب طرف الإحليل من البول أكثر من قدر الدرهم يجب غسله، وإن كان ما جاوز موضع الشرج أقل من قدر الدرهم أو قدر الدرهم إلا أنه إذا ضم إليه موضع الشرج كان أكثر من قدر الدرهم فأزالها بالحجر ولم يغسلها بالماء يجوز عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالى، ولا يكره. كذا في الذخيرة وهو الصحيح، كذا في الزاد. (الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة، الفصل الثالث في الاستنجاء: ۱/ ۴۸)

(۲) اس کے بعد دیکھا جائے کہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے جہاز منزل پر پہنچ جائے گا اور اتنا وقت مل جائے گا کہ نیچے اتر کر وضو کر کے نماز ادا کی جاسکے گی تو ایسا ہی کرے(۱)۔

(۳) اور اگر اتنا وقت باقی نہ ہو تو پھر تیمم کر کے نماز ادا کی جائے (۲)۔

البتہ تیمم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ زمین کی جنس کی کسی چیز (مثلاً: اینٹ، پتھر، مٹی، سنگ مرمر وغیرہ) پر کیا جائے، چاہے ان پر کسی قسم کی گرد وغبار پڑی ہو یا نہ، اور جو چیزیں زمین کی جنس میں سے نہ ہوں، ان پر تیمم کرنا جائز نہیں ہے، (مثلاً: تانبا، لوہا، لکڑی، سونا، چاندی وغیرہ) البتہ ان چیزوں پر اگر گرد وغبار پڑی ہوئی ہو تو پھر ان اشیاء پر تیمم کرنا جائز ہے(۳)۔

اس بارے میں فقہاء کرام نے پہچان کے لیے ایک قاعدہ لکھا ہے کہ جو چیز جلانے سے جل جائے وہ زمین کی جنس میں سے نہیں ہے اور جو چیز جلانے سے نہ جلے وہ

---

(۱)ویستحب لعادم الماء، وهو يرجوه، أن يؤخر الصلاة إلى آخر الوقت، فإن وجد الماء توضأ، وإلا تيمم وصلى؛ ليقع الأداء بأكمل الطهارتين، فصار كالطامع في الجماعة. (الهداية، كتاب الطهارات، باب: في التيمم: ۱/۹۳، البشرى)

(۲)أيضا

(۳)ويجوز التيمم عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله بكل ما كان من جنس الأرض كالتراب والرمل والحجر والجص والنورة والكحل والزرنيخ .... ثم لا يشترط أن يكون عليه غبار عند أبي حنيفة -رحمه الله- لإطلاق ما تلونا. (قوله وكذا يجوز بالغبار مع القدرة على الصعيد عند أبي حنيفة ومحمد) وقال أبو يوسف: لا يجوز إلا عند العجز عنه كأن يكون في وحل وردغة بسفر أو بحر ولا يستطيع الماء.(فتح القدير، كتاب الطهارات، باب: في التيمم: ۱/۱۲۹، رشيدية)

زمین کی جنس میں سے ہے(۱)۔

جہازوں میں صورت حال ایسی ہوتی ہے کہ وہاں زمین کی جنس والی کوئی چیز نہیں ہوتی اور غیر زمین کی جنس والی اشیاء ہوتی ہیں، لیکن ان پر گرد وغبار نہیں ہوتی، اس لیے اس صورت میں تیمم کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔ واضح رہے کہ جہاز کی اندرونی اشیاء پر جو روغن یا پینٹ کیا گیا ہوتا ہے، اس پر تیمم کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ پینٹ جن چیزوں سے تیار کیا جاتا ہے، ان میں کیمیکل، زنک اور چاک وغیرہ ہوتے ہیں اور ایسی اشیاء ہیں جو جلانے سے جل جاتی ہیں، لہٰذا پینٹ کی ہوئی اشیاء پر بھی تیمم کرنا جائز نہیں ہے(۲)۔

(۴) نماز جیسے مہتم بالشان فریضے کے تحفظ کی خاطر اس طرح کی متوقع صورت حال سے نمٹنے کے لیے تیمم کی غرض سے اگر کوئی صاحب ایمان اپنے ہم راہ اپنے ہینڈ بیگ

(۱)، (قوله: ويجوز التيمم إلخ) قيل: ما كان بحيث إذا حرق لا ينطبخ ولا يترمد، أي: لا يصير رمادا، فهو من أجزاء الأرض، فخرجت الأشجار والزجاج المتخذ من الرمل وغيره والماء المتجمد والمعادن إلا أن تكون في محالها فيجوز للتراب الذي عليها لا بها نفسها، ودخل الحجر والجص والنورة والكحل والزرنيخ والمغرة والكبريت والملح الجبلي لا المائي والسبخة والأرض المحرقة في الأصح .... كذا أطلق فيما رأيت مع أن المسطور في فتاوى قاضي خان: التراب إذا خالطه ما ليس من أجزاء الأرض تعتبر فيه الغلبة، وهذا يقتضي أن يفصل في المخالط للبن بخلاف المشوي لاحتراق ما فيه مما ليس من أجزاء الأرض. (فتح القدير، كتاب الطهارات، باب: في التيمم: ١/١٢٧، ١٢٨، رشيدية)

(٢) ولو أن الحنطة أو الشيئ الذي لا يجوز عليه التيمم إذا كان عليه التراب فضرب يده عليه وتيمم ينظر، إن كان يستبين أثره بمده عليه جاز وإلا فلا. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب: في التيمم، سنن التيمم: ١/٢٤٠، سعيد)

وغیرہ میں کوئی چھوٹا موٹا پتھر وغیرہ لے کر جائے تو جہاز کے عملے کی طرف سے اس کی بھی اجازت نہیں ہوتی، البتہ یہ کیا جاسکتا ہے کہ اپنے بیگ میں کوئی ایسا کپڑا رکھ لیا جائے جو گرد وغبار سے بھرا ہوا ہو، تاکہ بوقت ضرورت اس پر تیمم کیا جاسکے(۱)۔

(۵) اگر ایسا بھی نہ ہوسکے تو پھر ایسی صورت میں نماز کے وقت میں تشبہ بالمصلین کرے، یعنی: جس طرح نمازی نماز میں قیام، رکوع وسجود کرتا ہے اس کے مثل قیام، رکوع، سجدہ وقعدہ کرے، البتہ اس طرح تشبہ اختیار کرتے ہوئے قیام میں قراءت نہ کرے، بعد میں ایسی نماز کا اعادہ کرے۔ یہ صاحبین رحمہما اللہ کا قول ہے اور امام صاحب رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ایسے وقت میں نماز مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔ لیکن فتوی صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر ہے(۲)۔

ہوائی جہاز میں قبلہ رُخ ہونے کا حکم

جس طرح زمین پر، یا ٹرین میں نماز کی ادائیگی کرتے ہوئے قبلہ رُخ ہونا شرط ہے، اسی طرح فضا میں سفر ہوتے ہوئے، ہوائی جہاز میں بھی قبلہ رُخ ہونا شرط ہے، چنانچہ

(۱) ولو أن الحنطة أو الشيئ الذي لا يجوز عليه التيمم إذا كان عليه التراب فضرب يده عليه وتيمم ينظر، إن كان يستبين أثره بمده عليه جاز وإلا فلا. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب: في التيمم، سنن التيمم: ۱/۲٤۰، سعيد)

(۲)، (والمحصور فاقد) الماء والتراب (الطهورين) بأن حبس في مكان نجس ولا يمكنه إخراج تراب مطهر، وكذا العاجز عنهما لمرض (يؤخرها عنده: وقالا: يتشبه) بالمصلين وجوبا، فيركع ويسجد إن وجد مكانا يابسا وإلا يوم، قائما ثم يعيد كالصوم (به يفتى. وإليه صح رجوعه) أي: الإمام كما في الفيض.

(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب: في التيمم، سنن التيمم: ۱/۲۵۲، سعيد)

جہاز کے عملے سے قبلہ رُخ معلوم کر کے نماز ادا کی جائے۔

عام طور پر سعودی ائیر لائنز میں اس کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ اسکرین پر با قاعدہ قبلہ رُخ کی تعیین بتلائی جاتی ہے، اور صرف یہی نہیں، بلکہ نماز کے اوقات کا اعلان بھی کیا جاتا ہے اور با قاعدہ اذان بھی دی جاتی ہے، علاوہ ازیں بڑے جہازوں میں پچھلی جانب کچھ حصہ نماز کی ادائیگی کے لیے بھی مخصوص کیا ہوا ہوتا ہے۔

لیکن دیگر ائیر لائنز میں ایسا اہتمام نہیں ہوتا، بلکہ بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ اسکرین آف کر دی جاتی ہے، اور عملے کی طرف سے قبلہ رُخ معلوم کرنے پر راہنمائی نہیں کی جاتی، فضا میں انٹرنیٹ وغیرہ کچھ کام نہیں کر رہا ہوتا تو ایسی صورت میں مسافر کے لیے سب سے پہلے تو اپنی بساط کی حد تک قبلہ رُخ معلوم کرنے کی کوشش کرنا لازم ہے۔

اگر باوجود کوشش کے کامیابی نہ ہو سکے تو پھر اپنے غالب گمان کے مطابق کوئی جہت متعین کر کے نماز ادا کر لے، بعد میں اگر چہ قبلہ کا کسی اور رُخ پر ہونا بھی سامنے آ جائے تب بھی اس کی نماز درست ہو جائے گی (۱)۔

لیکن اگر کسی (سے بالخصوص جہاز کے عملے) سے معلوم کیے بغیر کسی جانب رُخ

---

(۱)"ومن أراد أن يصلي في سفينة تطوعاً أو فريضة، فعليه أن يستقبل القبلة، ولا يجوز له أن يصلي حيثما كان وجهه ، كذا في الخلاصة. حتى لو دارت السفينة وهو يصلي، توجه إلى القبلة حيث دارت، كذا في شرح منية المصلي لابن أمير الحاج. وإن اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسأله عنها اجتهد وصلى، كذا في الهداية. فإن علم بعد ما صلى، لا يعيدها، وإن علم وهو في الصلاة استدار إلى القبلةوبنى عليها، كذا في الزاهدي. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الثالث في استقبال القبلة: ۱/٦٣، رشيدية)

کر کے نماز ادا کرلی تو اس صورت میں نماز درست نہ ہوگی۔

قبلہ رخ کا اندازہ کرنے کا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ سفر شروع کرنے سے قبل انٹر نیٹ کے ذریعے بآسانی یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ اس سفر میں (جس ملک کی طرف آپ نے جانا ہے،) نمازوں کے اوقات میں آپ کا جہاز کہاں کہاں سے گذر رہا ہوگا، نیز اس وقت جہاز کا رُخ قبلہ سے کس سمت ہوگا، چنانچہ اس تفصیل کو اپنے پاس نوٹ کرلیا جائے، پھر سفر میں اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

قبلہ رُخ ہونے سے متعلق مزید بحث ''ٹرین میں قبلہ رُخ ہونے والے'' عنوان کے تحت ملاحظہ فرمالی جائے۔

دورانِ پرواز تعیینِ قبلہ میں غیر مسلم کے قول کا حکم

اگر کوئی ایئر لائن غیر مسلمین کی ہو تو ایسی پرواز میں جب قبلہ رُخ کی تعیین نہ ہو، یعنی: یہ پتہ ہی نہ ہو کہ دورانِ پرواز نماز کے وقت میں قبلہ کس سمت میں ہے، یعنی: یہ معلوم نہ ہو کہ یہاں سے قبلہ مشرق کی جانب ہے یا مغرب کی جانب؟ تو اس صورت میں جہاز کے غیر مسلم عملہ سے قبلہ رُخ کا معلوم کیا جائے اور اس پر وہ عملہ قبلہ رُخ کی خبر دے تو محض ان کی خبر پر اعتبار کرنا شرعاً درست نہیں ہوگا، جب تک کہ دیگر قرائن سے ان کی خبر کی تصدیق نہ ہو جائے۔

اور اگر پرواز کرتے ہوئے ایسی جگہ سے جہاز گزرا، جہاں اتنا تو معلوم ہے کہ اس مقام پر قبلہ مثلاً: جانب مغرب ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ مغرب کس سمت میں ہے، تو اس صورت میں سمتِ مغرب معلوم کرنے کے لئے کسی غیر مسلم سے بھی معلومات لی جاسکتی ہیں، سمت کی تعیین میں شرعاً اس غیر مسلم کی خبر معتبر شمار ہوگی، اس بارے میں شرط یہ ہے کہ اس دریافت کرنے والے مسلمان کا اس غیر مسلم کے بارے میں غالب گمان یہ ہو جائے کہ

وہ سچ بول رہا ہے(۱)۔

ہوائی جہاز میں اوقاتِ نماز کی تعیین کا مسئلہ

ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہوئے ایک اہم مسئلہ نماز کے اوقات کی تعیین کا بھی ہے، زمین پر سفر کرتے ہوئے نمازوں کے اوقات کی تعیین کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے، کسی کے پاس گھڑی گھنٹے نہ بھی ہوں تو بھی سورج دیکھ کر نمازوں کے اوقات کو پہچانا جاسکتا ہے، لیکن فضا میں ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہوئے ایسا ممکن نہیں ہے، کیونکہ جہاز اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے لحہ بہ لحہ یا تو مغرب کی سمت میں سورج کے قریب جارہا ہوتا ہے، یا مشرق کی سمت میں سورج سے دور ہو رہا ہوتا ہے، اسی طرح شمالا وجنوبا سفر کرتے ہوئے بھی ایسی سے صورت سے دوچار ہوتا پڑتا ہے۔

اس بنا پر زمین کے برخلاف فضا میں اوقاتِ صلوٰۃ کی تعیین کچھ مشکل ہو جاتی

---

(۱)ولا يقبل قول الكافر في الديانات، وإنما يقبل قوله في المعاملات خاصة للضرورة؛ ولأن خبره صحيح لصدوره عن عقل ودين يعتقد فيه حرمة الكذب، والحاجة ماسة إلى قبول قوله لكثرة وقوع المعاملات، ولا يقبل في الديانات لعدم الحاجة إلا إذا كان قبوله في المعاملات يتضمن قبوله في الديانات فحينئذ تدخل الديانات في ضمن المعاملات فيقبل قوله فيها ضرورة. (تبيين الحقائق، كتاب الكراهية: ١٢/٦)

(لا يقبل الكافر مطلقا في الديانات كنجاسة الماء وطهارته وإن وقع عنده) أي: السامع (صدقه) أي: الكافر؛ لأن الكافر ليس أهلا لحكم الشرع، فلا يكون له ولاية إلزام ذلك الحكم على الغير وفي قبول خبره جعله أهلا لذلك. (التقرير والتحبير على تحرير الكمال بن همام، فصل في شرط الراوي: ٢٤٦/٢)

ہے، لیکن ناممکن نہیں، اولا تو کھڑکی سے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے طلوع وغروب کا اندازہ تو بہت آسانی سے ہوجاتا ہے، بقیہ اوقات کے اندازہ کے لیے شرقاوغربا یا شمالا وجنوبا پرواز کی تعیین ہوجانے کے بعد اپنے ملک اور اپنی منزل کے درمیان کے اوقات میں فرق کو سامنے رکھتے ہوئے تخمینا اوقات کا حساب لگالے اور نماز ادا کرلے۔

ماقبل کے مسئلہ میں جیسا کہ یہ معلوم ہوا کہ بعض ایئر لائنز قبلہ رُخ بتادیتی ہیں، تو اسی طرح وہ اوقاتِ نماز بھی بتلادیتی ہیں، لیکن اگر جہازوں میں دریافت کرنے پر بھی ایسی راہنمائی نہ ملے، تو ایسی صورت میں ہمارے لیے اپنی بساط کی حد تک جو کوشش کرنا ممکن ہو کر لینی چاہیے۔

نیز! جن افراد کے لیے ممکن ہو، یعنی: انٹرنیٹ کی سمجھ بوجھ ہو تو وہ سفر شروع کرنے سے قبل بذریعہ نیٹ اپنے پورے سفر کے اوقات میں آنے والی نمازوں کی ٹائمنگ معلوم کرسکتے ہیں، اور موجودہ دور میں ایسا کوئی مشکل کام نہیں ہے، تفصیل اس بات کی یہ ہے کہ اپنے اینڈرائیڈ موبائل کے پلے اسٹور میں ''Halal Trip'' لکھ کر سامنے آنے والا سافٹ ویئر ڈاؤن لوڈ کر کے انسٹال کرلیا جائے، سب سے پہلے اس سافٹ ویئر میں اپنے سفر کی ابتداء کا مقام، تاریخ اور وقت درج کرنا ہوگا۔ اس کے بعد جس جگہ آپ نے پہنچنا ہے، اس جگہ کا نام، تاریخ اور وقت درج کر کے اوکے (OK) کردینا ہوگا۔

کمپیوٹر آپ کے اس سفر کا مکمل حساب کتاب نکال کے آپ کو آپ کی نمازوں کے اوقات بتادے گا، کہ آپ کس وقت میں کس ملک کے اوپر سے گذر رہے ہوں گے، اس وقت وہاں سے سورج کی کیا نوعیت ہوگی، اور اس کے مطابق کون سی نماز کا وقت ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔

مذکورہ سافٹ ویئر کا ڈاؤنلوڈ کر کے استعمال آپ کے اس مسئلہ میں آپ کا معاون بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

یا پھر یہ سافٹ ویئر اس لنک

(https://www.halaltrip.com/prayertimes/inflight/

سے براہ رست بھی ڈاؤنلوڈ کیا جاسکتا ہے۔

ہوائی جہاز کے سفر میں مسافتِ قصر

ہوائی جہاز میں اگر کوئی سفر کرے تو کتنی مسافت میں نماز کا قصر کرنا چاہیے؟ اس بارے میں شریعت میں کوئی واضح دوٹوک حکم نہیں ملتا، تو چونکہ ایسے مسائل میں عموماً محاذی مقام کو مدار بناتے ہوئے حکم لاگو کیا جاتا ہے اس لیے اس جگہ بھی ایسا ہی کیا جائے گا کہ ہوا میں بذریعہ جہاز سفر کرتے ہوئے اس کے محاذی نیچے زمینی مسافت کا اعتبار کیا جائے گا، یعنی جس مسافت کا اعتبار زمین میں کیا جاتا ہے اسی کے موافق ہوائی سفر میں کیا جائے گا(۱)۔

ہوائی جہاز میں بیٹھ کر نماز پڑھنا اور کھانے کی میز پر سجدہ کرنا

ہوائی جہاز میں اکثر علمائے کرام کے نزدیک نماز صحیح ہو جاتی ہے، بشرطیکہ نماز کو اس کی تمام شرائطِ صحت کے ساتھ ادا کیا جائے، یعنی: جہاز میں بھی کھڑے ہو کر اور قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کی جائے، جہازوں میں اس طرح نماز پڑھنا ممکن بھی ہوتا ہے اور اس کی سہولت بھی ہوتی ہے، لہٰذا سیٹ پر بیٹھ کر اس طرح نماز پڑھنا کہ کھانے کی ٹیبل پر سجدہ کرے، تو اس طرح نماز نہیں ہوتی (۲)۔

---

(۱) تلخیص مسئلہ امداد الفتاوی، کتاب الصلاۃ، باب: صلاۃ المسافر، مسافت قصر در سفر ہوائی جہاز: ۱/۴۶۴۔

(۲) لا يجوز لأحد أداء فريضة ولا نافلة ولا سجدة تلاوة ولا صلاة جنازة إلا متوجها إلى القبلة .... ومنها: القيام وهو فرض في صلاة الفرض والوتر للقادر عليه. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في استقبال القبلة: =

البتہ بعض علماء کے نزدیک ہوائی جہاز میں نماز ادا کرنے کی صورت میں زمین پر احتیاطاً اس نماز کا اعادہ بھی کر لینا بہتر ہے، ضروری اور واجب نہیں (۱)۔

اور اگر کوئی ایسا مریض یا معذور ہو جو قیام پر قادر نہ ہو تو وہ جہاز میں بھی ویسے ہی نماز ادا کرے گا جیسے زمین پر بیٹھ کر ادا کرتا۔

جہاز میں نماز کے جواز سے متعلق ''احسن الفتاوی'' کا فتوی

بوقتِ پرواز ہوائی جہاز میں نماز کا حکم چلتے ہوئے بحری جہاز کا ہے، یعنی: اس میں بوجہ عذر نماز جائز ہے، کالصلاۃ علی الدابۃ، البتہ ٹھہرنے کی حالت میں دونوں کا حکم مختلف ہے، ہوائی جہاز زمین پر ہو تو اس میں بالاتفاق نماز صحیح ہے، اور بحری جہاز کنارے کے ساتھ لگا ہوا ہو تو اس میں نماز کا جواز مختلف فیہ ہے، عدمِ جواز راجح ہے، اگر بحری جہاز کا عملہ نماز کے لیے اترنے نہ دے تو جہاز میں نماز پڑھ لے مگر بعد میں اعادہ واجب ہے (۲)۔

جہاز میں نماز کے جواز سے متعلق ''فتاویٰ محمودیہ'' کا فتویٰ

قیام اور استقبالِ قبلہ پر قدرت کے باوجود ان دونوں میں سے کسی ایک کو ترک کرنے سے نماز نہیں ہوگی، سفر میں ہو یا حضر میں، ریل میں ہو یا جہاز میں سب کا یہی حکم ہے۔

= ۱/٦٣، الباب الرابع: في صفة الصلاة: ١/٦٩)

وأما الطيارات حالة طيرانها في جو السماء أو عند وقوعها في الفضاء، فيصلي فيها قائما بركوع وسجود مستقبلا للقبلة عند القدرة على القيام كما يمكن ذلك في الطيارات الكبيرة الخ. (معارف السنن: ٣/٣٩٥، مكتبة بنورية)

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل، مسافر کی نماز، ہوائی جہاز میں نماز کا کیا حکم ہے؟ ۴/۹۶

(۲) احسن الفتاوی، کتاب الصلاۃ، باب: صلاۃ المسافر، ہوائی اور بحری جہاز میں نماز: ۴/۸۹،۹۰

نیز مذکور ہے: مجبوری کی حالت میں اشارہ سے نماز پڑھ لی جائے، پھر منزل پر پہنچ کر اعادہ کر لے، کیونکہ یہاں مانع من جہۃ العباد ہے(۱)۔

جہاز میں نماز کے جواز سے متعلق ''نظام الفتاویٰ'' کا فتویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے متعلق کہ ٹرین میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو کیا استقبال قبلہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ نیز ہوائی جہاز اور پانی کے جہاز میں بھی نماز ادا کرنا درست ہے یا نہیں اور قبلہ رُخ ہونا ضروری ہے؟

جواب: ہاں ریل میں بھی نماز پڑھنے کا حکم ہے، البتہ اگر یقین ہو کہ وقتِ نماز باقی رہتے ہوئے فلاں جگہ اتنی ٹھہرے گی کہ اتنی دیر میں نماز پڑھ سکوں گا تو اس وقت تک موخر کر دے اور اگر مسافر شرعی ہے تو کم از کم فرض و وتر پڑھ لیا کرے۔ ریل کے اندر ہی اگر پڑھنا پڑے تو تحریمہ باندھتے وقت قبلہ رخ کا پتہ لگا لے خواہ قطب نما کے ذریعہ یا کسی مسلمان سے پوچھ لے۔ پھر نماز شروع کر دے اور پڑھ لے کیوں کہ ٹرین جلدی جلدی اتنا رخ نہیں بدلتی کہ مواجہت فی الجملہ بھی فوت ہو جائے۔ ہاں جہاں ایسا ہو وہاں ذرا ٹھہر کر شروع کرے۔

اسی طرح ہوائی جہاز میں اور پانی کے جہاز میں بھی مذکورہ بالا طریقوں سے جہت قبلہ وغیرہ معلوم کر کے نماز ادا کریں۔ ہوائی جہاز پر بھی نماز جائز ہوتی ہے، جس طرح ریل وغیرہ کی سواری میں جائز ہوتی ہے اس لیے وضع الجبہہ علی الارض میں ارض کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں، بلکہ بطور عموم مجاز کے وہ چیز مراد ہے جس پر پیشانی ٹک سکے۔ اس عموم مجاز کا ایک فرد سطح ارض بھی ہے اور ایک فرد ریل و سجدہ وغیرہ کی جگہ بھی ہے، پس جس طرح چلتی ہوئی

(۱) فتاویٰ محمودیہ، کتاب الصلاۃ، باب: صلاۃ المسافر، ریل میں نماز پڑھنے کا طریقہ، وبس میں اشارہ سے نماز پڑھنا: ۷/۵۳۲، ادارہ الفاروق

کشتی پانی پر ہونے کے باوجود سجدہ کی جگہ ایسی ہوتی ہے کہ اس پر سجدہ کیا جا سکتا ہے اسی طرح ریل پر اور ہوائی جہاز پر ہر جگہ ایسی جگہ ہوتی ہے جس پر پیشانی رُک جاتی ہے، خواہ بلاواسطہ یہ جگہ ہو جیسا زمین پر نماز پڑھنے میں، یا کشتی میں، یا پانی کے جہاز میں، اور ہوا میں پرواز کی حالت میں، جب کہ سمت قبلہ متعین معلوم ہو سکے، خواہ تحری سے، یا کسی معتمد کے بتانے سے، نیز! جہاز بھی بالواسطہ زمین قرار دیا جائے گا، جس طرح سمندری جہاز کا زمین پر ہونا بالواسطہ شمار کر کے علماء نے اس پر جواز صلوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی صرف سمندری جہاز سے ایک واسطہ زمین اور جہاز کے درمیان ہوا کا بڑھ جائے گا، پس جو دلائل اس جہاز پر جوازِ صلوٰۃ کے ہیں وہی دلائل یہاں بھی رہیں گے، کیوں کہ ہوا بھی مثل پانی کے ایک جسم قوی ہے، صرف پانی کی طرح دکھائی نہیں دیتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (۱)۔

جہاز میں نماز کے جواز سے متعلق ''جدید فقہی مسائل'' کا فتوی

زمین کی طرح ہوائی جہاز پر بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے، کیوں کہ شریعت نے نہ صرف خانہ کعبہ بلکہ اس کے مقابل آنے والی پوری فضا کو قبلہ کا درجہ دیا ہے، تاکہ اونچی سے اونچی اور بلند جگہ نماز ادا کی جا سکے، شیخ عبدالرحمٰن الجزیری مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ہوائی جہاز کو کشتی پر قیاس کرتے ہوئے اس میں نماز کو درست قرار دیا ہے: "ومثل السفينة القطر البخارية والطائرات الجوية ونحوها".

اب رہی یہ بات کہ سجدہ زمین پر پیشانی ٹیکنے (وضع الجبهة على الأرض) کا نام ہے اور ہوائی جہاز میں یہ بات نہیں پائی جاتی تو اس قسم کے تکلفاتِ واقعہ ہے کہ شریعت کی روح سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ یہ بالکل ایک اتفاقی بات ہے کہ چونکہ عام طور پر زمین پر

(۱) نظام الفتاویٰ، کتاب الصلاۃ، ہوائی جہاز ٹرین، اور پانی کے جہاز میں نماز ادا کرنے کا حکم: ۱/۴۹

ہی پیشانی ٹکنے کی نوبت آتی ہے اس لیے فقہاء نے زمین (ارض) کا لفظ استعمال کیا ہے، یہ ٹھیک اس طرح ہے جیسے: کوئی شخص کہے ''روئے زمین پر اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں''......کیا اس سے یہ بات سمجھی جائے گی کہ وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ چاند پر اس سے بہتر ایک اور دین موجود ہے؟

شریعت کا اصل منشاء یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز ہو جس پر انسان کی پیشانی ٹک سکے، چناں چہ کشتی میں نماز کی اجازت دی گئی، حالاں کہ سطح زمین اور کشتی کے درمیان پانی کا ایک بے پناہ فاصلہ موجود ہے......اس لیے ہوائی جہاز پر اسی طرح نماز کی ادائیگی درست ہے، جس طرح زمین پر، واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم (۱)

جہاز میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم

سوال:...... جہاز میں بغیر لرزش کے بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:...... چلتے ہوئے جہاز میں بلا عذر بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا بموجب قولِ راجح جائز نہیں، درمختار میں ہے: "صلى الفرض في فلك جار قاعداً بلا عذر صح لغلبة العجز وأساء، وقالا: لا يصح إلا بعذر، وهو الأظهر".

پس صاحبین کا قول جو راجح ہے، اس کے بموجب عدمِ جواز کا حکم ہے اور امام صاحب کا قول: ''جواز صلوۃ'' غلبہ عجز پر مرتب ہے، لیکن اس زمانہ میں چوں کہ دخانی جہاز چلتے ہیں، ان میں یہ علت متحقق نہیں، لہٰذا بالاتفاق بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہ ہوگا (۲)۔

اگر عملے کی طرف سے قیام کی اجازت نہ ہو تو نماز کا حکم

بسا اوقات آب و ہوا یا جہاز کی فنی خرابی کے باعث جہاز بُری طرح ہچکولے کھا رہا

---

(۱) جدید فقہی مسائل، عبادات، ہوائی جہاز میں نماز: ۱/ ۸۸، ۸۹

(۲) فتاوی مظاہر العلوم، کتاب الصلوۃ، جہاز میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم: ۱/ ۹۷

ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں جہاز کے عملے کی طرف سے سیٹ بیلٹ کھول کے باہر نکلنے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہوتی، ایسی صورت میں اگر نماز کا وقت ختم ہونے تک حالات درست ہونے کا گمان ہو تو اس وقت تک نماز مؤخر کی جائے، اس کے بعد اجازت ملنے پر آخری وقت سے پہلے پہلے نماز ادا کر لی جائے۔

اور اگر نماز کے وقت ختم ہونے تک حالات درست نہ ہونے کا گمان ہو تو ایسی صورت میں سیٹ پر بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نماز ادا کر لی جائے، اس کے بعد نیچے زمین پر اتر کر اس نماز کا اعادہ کیا جائے (۱)۔

ہوائی جہاز میں جمعہ پڑھنے کا حکم

سوال: ہماری تبلیغی جماعت نے بیرون ملک کا ایک طویل سفر کرنا ہے، جس میں دن کا اکثر حصہ جہاز میں گذرے گا، جہاز میں تین چار آدمی کے لیے مل کر جمعہ پڑھنے کی گنجائش ہے؟ کیا ہم دورانِ سفر جمعہ پڑھیں یا ظہر کی نماز ادا کریں؟

الجواب: جمعہ کے لیے مصر یا فناء مصر شرط ہے، [اور] فضا نہ مصر میں داخل ہے [اور] نہ فناء مصر میں، لہٰذا وہاں ظہر ادا کریں (۲)۔

ہوائی جہاز میں جمع بین الصلاتین کا حکم

اس مسئلہ میں تفصیلی بحث ماقبل میں ٹرین سے متعلق مسائل میں گذری ہے اسے ملاحظہ کر لیا جائے، جہاز کے اعتبار سے اس کا خلاصہ یہ بنے گا، کہ چونکہ جہاز میں طہارت

(۱) "العذر إن كان من قبل الله تعالىٰ لا تجب الإعادة، وإن كان من قبل العبد وجبت الإعادة، أو هو بسبب العبد فتجب الإعادة". (البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب التيمم: ۱/۲٤۸، دار الكتب العلمية)

(۲) خیر الفتاوی، کتاب الصلاۃ، ہوائی جہاز میں جمعہ پڑھنے کا حکم: ۱۰۲/۳

ووضواور نماز بہ نسبت ٹرین کے بہت زیادہ مشکل ہوتا ہے، اس لیے جہاز میں ظہر کی نماز کو مؤخر کر کے آخری وقت (یعنی: مثل اول کے بالکل آخر) میں اور عصر کی نماز کو مقدم کر کے ابتدائی وقت (یعنی: مثلِ ثانی کی ابتداء) میں ادا کر لینا اس مسافر اور دیگر مسافرین کے لیے زیادہ سہولت کا باعث رہے گا (۱)۔

ہوائی جہاز سے رؤیت ہلال کا حکم (۲)

سوال: اگر کوئی شخص ہوائی جہاز سے پرواز کر کے چاند دیکھے اور زمین پر کسی کو نظر نہ آئے تو محض ہوائی جہاز کی رؤیت کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر کسی شخص نے ہوائی جہاز سے پرواز کر کے چاند دیکھا اور زمین پر کسی کو نظر نہیں آیا تو محض ہوائی جہاز کی رؤیت شرعاً معتبر نہیں، لیکن اگر ہوائی جہاز زیادہ بلندی پر نہ ہو اور کوئی شخص جہاز میں بیٹھے ہوئے چاند دیکھ لے تو اس کی رؤیت مقبول ہوگی، کیوں کہ فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ جو شخص خارجِ مصر، یا کسی اونچی جگہ سے چاند دیکھے تو اس کی رؤیت مقبول ہوگی۔

---

(۱) فعندهما إذا صار ظل كل شيئ مثله، خرج وقت الظهر، ودخل وقت العصر، وهو رواية محمد عن أبي حنيفة، وإن لم يذكره في الكتاب نصا في خروج وقت الظهر. (المبسوط، كتاب الصلوٰة، باب: مواقيت الصلاة: ١/ ٢٩٠، الغفارية، كوئٹه)

ووقت الظهر من زواله إلى بلوغ الظل مثليه، وعنه مثله، وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوي: وبه نأخذ. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوٰة، ٢/ ١٥، دار عالم الكتب)

(۲) یہ مسئلہ فتاوی دار العلوم زکریا سے لیا گیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں، فتاوی ہندیہ میں ہے:

وذكر الطحاوي أنه تقبل شهادة الواحد إذا جاء من خارج المصر، وكذا إذا كان على مكان مرتفع كذا في الهداية، وعلى قول الطحاوي اعتمد الإمام المرغيناني وصاحب الأقضية والفتاوى الصغرى. (الفتاوى الهندية: ١٩٨/١، الباب الثاني في رؤية الهلال)

فتاوی قاضی خان میں ہے:

وإن جاء الواحد من خارج المصر وشهد برؤية الهلال ثمة، روي: أنه تقبل شهادته، وإليه أشار في الأصل، وكذا لو شهد برؤية الهلال في المصر على مكان مرتفع. (فتاوى قاضي خان على هامش الهندية: ١٩٦/١، الفصل الأول: رؤية الهلال)

درمختار میں ہے:

أو كان على مكان مرتفع واختاره ظهير الدين ...... وفي الشامي: قلت: ...... وفي المبسوط: وإنما يرد الإمام شهادته إذا كانت السماء مصحية، وهو من أهل المصر، فأما إذا كانت متغيمة، أو جاء من خارج المصر، أو كان في موضع مرتفع، فإنه يقبل عندنا اه. فقوله: عندنا يدل على أنه قول أئمتنا الثلاثة وقد جزم به في المحيط، وعبر عن مقابله بقيل، ثم قال: وجه ظاهر الرواية أن الرؤية تختلف باختلاف صفو الهواء وكدورته وباختلاف انهباط المكان وارتفاعه؛ فإن هواء الصحراء أصفى من هواء المصر، وقد يرى الهلال من أعلى الأماكن ما لا يرى من الأسفل فلا يكون تفرده بالرؤية خلاف الظاهر بل على موافقة الظاهر ففيه التصريح

بأنه ظاهر الرواية، وهو كذلك؛ لأن المبسوط من كتب ظاهر الرواية أيضاً. (الدر المختار مع الشامي: ٢/٣٨٨، كتاب الصوم، سعيد، وكذا في إمداد الفتاح، ص: ٦٧، بيروت)

اسلامی فقہ میں ہے:

جب مطلع صاف ہو تو چاند دیکھنے میں کسی تکلیف کی ضرورت نہیں ہے، البتہ اگر مطلع غبار آلود یا بدلی ہو یا ایسا شہر ہو جہاں دس منزلہ اور بیس منزلہ مکان ہی مکان ہوں تو وہاں اگر دوربین سے یا ہوائی جہاز سے چاند دیکھنے کی کوشش کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ اس کا انتظام اسلامی حکومت کرے یا باقاعدہ قابل اعتماد افراد کریں، لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ جس ڈگری پر عام طور پر وہاں چاند کی رؤیت ہوتی ہو اس سے زیادہ اونچائی سے نہ دیکھا گیا ہو، یعنی: جیسے ہوائی جہاز کو بہت اونچا نہ اڑایا گیا ہو، اس لیے کہ چاند کبھی غروب نہیں ہوتا وہ کہیں نہ کہیں دکھائی دیتا ہی ہے، اس لیے اس کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ (اسلامی فقہ: ۱/۳۸۲، نئے آلات کے ذریعہ)

آلات جدیدہ میں مرقوم ہے:

شرط یہ ہے کہ ہوائی پرواز اتنی اونچی نہ ہو جہاں تک زمین والوں کی نظریں پہنچ ہی نہ سکیں، کیوں کہ شرعاً رؤیت وہی معتبر ہے کہ زمین پر رہنے والے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ سکیں، اس لیے اگر تیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر کے کوئی شخص چاند دیکھ آئے تو ایسی بستی کے لیے وہ رؤیت معتبر نہیں، جس کو عام انسان باوجود مطلع صاف ہونے کے اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ (آلات جدیدہ کے شرعی احکام، ص: ۱۸۶، کتب خانہ قاسمی دیوبند)

نظام الفتاوی میں ہے:

اگر خبر دینے والے شاہدین ہوائی جہاز سے دیکھ کر طریقہ موجب کے ساتھ جس

کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے، خبر یا شہادت دیں تو حسب ضابطہ شرعی اعتبار کر لیا جائے گا اور اس طرح وہ خبر یا شہادت بھی معتبر ومقبول ہوسکتی ہے۔ (منتخبات نظام الفتاوی، ص: ۲۲۹، اصلاحی کتب خانہ)

جدید فقہی مسائل میں ہے:

مطلع ابر آلود ہو تو گمانِ غالب کافی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں ہوائی جہاز اور دوربین کے ذریعہ رؤیت معتبر ہونی چاہیے، بشرطیکہ ہوائی جہاز کی پرواز اتنی اونچی نہ کی گئی ہو کہ مطلع بدل جائے۔

چناں چہ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کی تجویز (۷) اس طرح ہے:

''ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر اڑ کر چاند دیکھنا جس سے مطلع متاثر ہوتا ہو معتبر نہیں ہے اور شریعت نے اس کا مکلف بھی نہیں کیا ہے، فقہی کتابوں میں جہاں اونچی جگہوں پر چڑھ کر چاند دیکھنے کا تذکرہ ہے، اس سے مراد وہ اونچائی ہے جو عموماً شہروں میں ہوا کرتی ہے تاکہ مکانوں اور درختوں کی بلندی افق کو دیکھنے میں حائل نہ ہو، خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو، لہٰذا ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہنچ کر اگر چاند دیکھا جائے جس سے مطلع بدل جاتا ہے تو وہاں زمین والوں کے لیے معتبر رؤیت نہیں قرار پائے گی''۔ (جدید فقہی مسائل: ۲/۴۴، نعیمیہ)

مزید ملاحظہ ہو: امداد المفتین، جلد دوم، ص: ۴۸۱-۴۸۳، دارالاشاعت، وایضاح المسائل، ص: ۸۰، نعیمیہ) واللہ اعلم (۱)

---

(۱) فتاوی دار العلوم زکریا، کتاب الصوم، رؤیت ہلال، ہوائی جہاز سے رؤیت ہلال کا حکم: ۳/۲۳۹-۲۴۱، زمزم پبلشرز

ہوائی جہاز والے افطاری کس اعتبار سے کریں؟

جہاز سے سفر کرتے ہوئے اگر کسی ایسے مقام کے اوپر سے گذریں کہ اس جگہ زمین والے غروب آفتاب کی وجہ سے افطار کر رہے ہوں اور بلندی کی وجہ سے سورج نظر آ رہا ہو، تو اس جہاز کے مسافروں کے لیے روزہ افطار کرنا جائز نہیں ہے، یہاں تک کے ان کی نظروں سے بھی سورج اوجھل ہو جائے، تب روزہ افطار کرنا درست ہوگا۔

اپنے مقام کے اعتبار سے روزہ شروع و مکمل کرنے کا حکم [☆]

روزہ شروع اور ختم ہونے کے بارے میں شرعی اصول یہ ہے کہ روزہ شروع ہونے کا وقت فجر کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے، اور سورج غروب ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔

اس اصول کی رو سے جو شخص روزہ شروع ہونے کے وقت جس مقام پر موجود ہوگا، اس کے روزہ شروع ہونے کا وقت اُسی مقام کی فجر طلوع ہونے کے وقت سے معتبر ہوگا۔

اور روزہ ختم ہونے کے وقت جس مقام پر موجود ہوگا، اُس کے روزہ مکمل ہونے کا وقت اُسی مقام کے سورج غروب ہونے کے وقت معتبر ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزہ شروع ہونے کا وقت فجر طلوع ہونے پر اور روزہ مکمل ہونے کا وقت سورج غروب ہونے پر مقرر فرما دیا ہے، اور یہ حکم ہر شخص پر اُس کے مقام کے لحاظ سے لاگو ہوتا ہے۔

چنانچہ جو شخص زمین کے بالائی علاقہ اور اونچے عرض البلد پر ہو، اُس کے لیے اُسی علاقے کے اعتبار سے فجر کا طلوع اور سورج کا غروب ہونا معتبر ہے، اور جو شخص زمین کے نشیبی اور نیچے والے عرض البلد پر ہو، اُس کے لیے اُسی علاقے کے اعتبار سے فجر کا طلوع اور

[☆] یہ مسئلہ ادارہ غفران، راولپنڈی سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''التبلیغ'' جلد: ۱۴، شمارہ: ۱۰، ص: ۶۶، ۶۷ سے لیا گیا ہے۔

سورج کا غروب ہونا معتبر ہے؛ اگر چہ دونوں قسم کے علاقوں کے روزہ کے دورانیہ میں فرق کیوں نہ ہو کہ ایک مقام پر روزہ کا دورانیہ لمبا ہو، اور دوسرے مقام پر روزہ کا دورانیہ اس کے مقابلہ میں کم ہو۔

جہاز میں سوار کے لیے طلوعِ فجر اور غروبِ شمس پر حکم [☆]

اگر کوئی شخص جہاز میں سفر کر رہا ہو، اور جس علاقے کی فضاء سے وہ گذر رہا ہے، اُس کے بالمقابل زمین کے حصہ میں سورج غروب ہو چکا ہے، لیکن فضاء کے جس حصہ میں جہاز موجود ہے، وہاں کے اعتبار سے سورج غروب نہیں ہوا، اور وہاں سے سورج نظر آ رہا ہے، تو ایسی صورت میں جہاز میں موجود شخص کو اپنے بالمقابل زمین کے حصہ کا اعتبار کر کے روزہ افطار کرنا درست نہیں، بلکہ وہ جس بلند سطح پر موجود ہے، اُس مقام پر سورج کا غروب ہونا ضروری ہے(۱)۔

جب کہ مقیم اور مسافر ہونے کے اعتبار سے فضاء اور ہوائی جہاز میں موجود شخص کا حکم روزہ کے برعکس اس فضاء کے بالمقابل زمین کے نیچے والے حصہ کے لحاظ سے ہے؛ لہٰذا اگر کوئی ہوائی جہاز میں موجود شخص اپنے وطن کی فضاء سے گذر رہا ہو تو وہ مقیم کہلائے گا۔

دونوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کا تعلق سورج سے وابستہ ہے، اور سورج اوپر کے حصہ میں واقع ہے، جب کہ انسان کا مسکن اور رہائش وقیام زمین سے وابستہ ہے،

[☆] یہ مسئلہ ادارۂ غفران، راولپنڈی سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''التبلیغ'' جلد:۱۴، شمارہ:۱۰، ص:۶۷ سے لیا گیا ہے۔

(۱) (تنبيه) قال في الفيض: ومن كان على مكان مرتفع كمنارة إسكندرية لا يفطر ما لم تغرب الشمس عنده ولأهل البلدة الفطر إن غربت عندهم قبله، وكذا العبرة في الطلوع في حق صلاة الفجر أو السحور. (رد المحتار، ج:۲، ص: ۴۲۰، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده)

جو نیچے کے حصہ میں واقع ہے(۱)۔

بحالتِ روزہ جہاز میں سوار ہو کر دن مختصر یا طویل ہونے کا حکم

جو شخص کسی مقام سے روزہ رکھ کر کسی تیز ترین سواری (مثلاً: ہوائی جہاز) میں سوار ہوا، اور سفر کی سمت مشرق کی طرف ہونے کی وجہ سے آگے پہنچ کر سورج جلد غروب ہو گیا، اور اس کے حق میں دن چھوٹا ہو گیا، یا سفر کی سمت مغرب کی طرف ہونے کی وجہ سے آگے پہنچ کر سورج دیر سے غروب ہوا، اور اس کے حق میں دن بڑا ہو گیا، تو اس شخص کے جس مقام میں ہونے کے وقت سورج غروب ہوگا، اسی وقت اس کے روزہ مکمل ہونے کا وقت شمار کیا جائے گا، اور اس نے جس مقام سے سفر شروع کیا تھا، اس مقام کے لحاظ سے سورج غروب ہونے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، خواہ اس سفر کے نتیجہ میں اس کے روزہ کا وقت مختصر ہو جائے یا طویل، کیونکہ روزہ کا وقت مکمل ہونے کا تعلق روزہ دار کے اعتبار سے سورج غروب ہونے کے ساتھ قائم ہے، جیسا کہ پہلے گذرا۔

البتہ اگر دن کے غیر معمولی طویل ہو جانے کی وجہ سے روزہ پورا کرنے میں غیر معمولی تکلیف مثلاً: ہلاکت یا بیماری کا غالب گمان ہے، تو اس کو روزہ توڑ دینے اور بعد میں قضا کر لینے کی اجازت ہے، خاص کر جب کہ وہ شرعی مسافر بھی ہو، جیسا کہ گزشتہ مسئلہ کے ذیل میں گزرا(۲)۔

---

(۱) ﴿وإذا ضربتم في الأرض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة﴾. (النساء: ۱۰۱)
فلا يقصر المسافر منهم حتى يجاوز جميع بيوتهم. ولو سار فيها أياما؛ لأن ما بينها بمنزلة الفضاء والرحاب الذي بين الأبنية. (منح الجليل شرح مختصر خليل، ج:۲، ص: ۴۰۱، فصل في أحكام صلاة السفر)

(۲) قلت: أرأيت رجلا مسافرا أصبح صائما في شهر رمضان، ثم أفطر؟ قال: عليه القضاء ولا كفارة عليه.

محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن مسلم الأعور عن أنس بن مالك =

= عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه خرج من المدينة إلى مكة في شهر رمضان، فشكا إليه الناس في بعض الطريق الجهد، فأفطر حتى أتى مكة.

محمد عن أبي حنيفة عن الهيثم عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من المدينة إلى مكة في شهر رمضان لليلتين خلتا من شهر رمضان، فصام، حتى إذا أتى قديدا شكا إليه الناس الجهد، فأفطر بقديد، ثم لم يزل مفطرا حتى أتى مكة، فأي ذلك فعلت فحسن؛ إن صمت فقد صام النبي صلى الله عليه وسلم، وإن أفطرت فقد أفطر النبي صلى الله عليه وسلم، وإن سافرت في شهر رمضان. (الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني، ج:۲، ص: ۲۰۶، إلى ۲۰۸، كتاب الصوم)

سئل فضيلة الشيخ -رحمه الله تعالى-: إذا سافر الإنسان من شرق البلاد إلى غربها فزاد عليه الصوم أربع ساعات، فهل يفطر على توقيت البلاد الشرقية لأنه صام على توقيتهم؟

فأجاب فضيلته بقوله: يستمر في صومه حتى تغرب الشمس لقول الله تعالى: ﴿أَتِمُّواْ الصِّيَامَ إِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذالِكَ يُبَيِّنُ اللهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾ ولقول النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إذا أقبل الليل من ههنا، وأشار إلى المشرق وأدبر النهار من ههنا، وأشار إلى المغرب، وغربت الشمس، فقد أفطر الصائم، فيلزمه أن يبقى في صيامه حتى تغرب الشمس، ولو زاد عليه أربع ساعات، كما أنه لو سافر من الغرب إلى الشرق أفطر إذا غربت الشمس في المشرق، وإن كان قبل غروبها في المغرب. وسوف ينقص له ساعات بحسب ما بين التوقيتين، لأن الفطر معلق بغروب الشمس. (مجموع فتاوى ورسائل العثيمين، ج: ۱۹، ص: ۳۲۳، ۳۲٤، كتاب الصيام، باب: ما يفسد الصوم ويوجب الكفارة)

نماز مغرب پڑھ کر ہوائی جہاز میں سوار ہوا اور آفتاب دوبارہ نظر آنے لگا

شہر میں موجود کسی روزہ دار شخص نے غروب آفتاب کے وقت روزہ افطار کرلیا اور اس کے فوراً بعد جہاز کے ذریعے سفر پر روانہ ہوا تو جہاز کے بلندی پر جاتے ہی سورج دوبارہ نظر آنے لگا، تو چوں کہ اس نے زمین پر یقینی طور پر سورج کو غروب ہوتے دیکھ لیا تھا اس لیے اس کا روزہ افطار کرنا درست ہوگیا، اب اس پر دوبارہ سورج نظر آجانے کی وجہ سے قضا واجب نہیں ہوگی، مگر حقیقی طور پر اس کی نگاہوں کے سامنے سورج غروب ہونے کی وجہ سے روزے داروں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے کھانے پینے سے رکنا ضروری ہے۔ اور اگر نماز مغرب بھی پڑھ کر سوار ہوا تھا تو مغرب کی نماز دوبارہ پڑھنا واجب نہیں، روزہ بھی صحیح ہوگیا ہے(۱)۔

---

(۱) في الدر المختار: فلو غربت، ثم عادت، هل يعود الوقت؟ الظاهر نعم؛ وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: (قوله: الظاهر نعم) بحث صاحب النهر حيث قال: ذكر الشافعية أن الوقت يعود .... قلت: على أن الشيخ إسماعيل رد ما بحثه في النهر تبعاً للشافعية؛ بأن صلوٰة العصر بغيوبة الشفق تصير قضاء، ورجوعها لا يعيدها أداءً، وما في الحديث خصوصية لعلي رضي الله تعالى عنه كما يعطيه قوله عليه الصلوٰة والسلام: "إنه كان في طاعتك، وطاعة رسولك" اهـ. قلت: ويلزم على الأول بطلان صوم من أفطر قبل ردها، وبطلان صلاته المغرب، لو سلمنا عود الوقت بعودها للكل، والله تعالىٰ أعلم (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلوٰة، مطلط في صلوٰة الوسطىٰ: ۲/۱٦، ۱۷، دار عالم الكتب)

"وكذا من وجب عليه الصوم في أول النهار لوجود سبب الوجوب والأهلية، ثم تعذر عليه المضي فيه بأن أفطر متعمداً أو أصبح يوم الشك مفطراً، ثم تبين أنه من رمضان أو تسحر على ظن أن الفجر لم يطلع، ثم تبين له أنه طلع، فإنه يجب عليه الإمساك في بقية اليوم تشبهاً بالصائمين". (البدائع الصنائع، كتاب الصلوٰة، فصل حكم الصوم الموقت إذا فات عن وقته: ۲/۱۰۲، ۱۰۳)

ہوائی جہاز میں دن بہت بڑا یا بہت چھوٹا ہو جائے تو نماز روزہ کا حکم [☆]

سوال: زید ہوائی جہاز کے ذریعہ مغرب کی سمت جا رہا ہے، سورج غروب نہیں ہو رہا تو نماز کس طرح ادا کرے اور روزہ کس وقت افطار کرے؟ یا اس کے برعکس مشرق کی طرف جا رہا ہے، جس کا دن بالکل چھوٹا رہے گا، اس کی نماز اور روزہ کے متعلق کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ تحت (قوله: حديث الدجال) قال الرملي في شرح المنهاج ويجري ذٰلك فيما لو مكثت الشمس عند قوم مدة اه قال في إمداد الفتاح، قلت: وكذٰلك يقدر لجميع الأجال كالصوم والزكوٰة والحج والعدة وآجال البيع والسلم والإجارة وينظر ابتداء اليوم فيقدر كل فصل من الفصول الأربعة بحسب ما يكون كل يوم من الزيادة والنقص كذا في كتب الأئمة الشافعية، ونحن نقول بمثله، إذ أصل التقدير مقول به إجماعا في الصلوات اه. (وبعد سطر) وفي هٰذا الحديث أن ليلة طلوعها من مغربها تطول بقدر ثلاث ليال لكن ذٰلك لا يعرف إلا بعد مضيها لإبهامها على الناس فح قياس ما مر أنه يلزم قضاء الخمس؛ لأن لازائد ليلتان فيقدران عن يوم وليلة وواجبها الخمس.

وقال أيضاً تحت قوله: فقد الأمران (تتمة) لم أر من تعرض عنه عندنا لحكم صومهم فيما إذا كان يطلع الفجر عندهم كما تغيب الشمس أو بعده بزمان لا يقدر فيه الصائم على أكل ما يقيم بنيته ولا يمكن أن يقال بوجوب موالاة الصوم عليهم؛ لأنه يؤدي إلى

[☆] یہ سوال وجواب بلفظہ احسن الفتاوی سے نقل کیا جارہا ہے۔

الهلاك. فإن قلنا بوجوب الصوم يلزم القول بالتقدير، وهل يقدر ليلهم بأقرب البلاد إليهم كما قاله الشافعية هنا أيضاً، أم يقدر لهم بما يسع الأكل والشرب أم يجب عليهم القضاء فقط دون الأداء، كل محتمل، فليتأمل. (رد المحتار ص: ۳۲۹، ج: ۱)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ مغرب کی طرف جانے والا شخص اگر چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں ان کے اوقات میں ادا کر سکتا ہو تو ہر نماز اس کا وقت داخل ہونے پر ادا کرے اور اگر اس کا دن اتنا طویل ہو گیا کہ چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازوں کا وقت نہیں آتا تو عام ایام میں اوقات نماز کے فصل کا اندازہ کر کے اس کے مطابق نمازیں پڑھے، یہی حکم روزہ کا ہے کہ اگر طلوع فجر سے لے کر چوبیس گھنٹے کے اندر غروب ہو جائے تو غروب کے بعد افطار کرے، جن ممالک میں مستقل طور پر ایام اتنے طویل ہوں کہ چوبیس گھنٹے میں صرف بقدر کفایت کھانے پینے کا وقت ملتا ہو، ان میں قبل الغروب افطار کی اجازت نہیں، تو عارضی طور پر شاذ ونادر ایک دن طویل ہو جانے سے بطریق اولیٰ اس کی اجازت نہ ہوگی، البتہ اگر چوبیس گھنٹے کے اندر غروب نہ ہو تو چوبیس گھنٹے پورے ہونے سے اتنا وقت پہلے کہ اس میں بقدر ضرورت کھا پی سکتا ہو، افطار کر لے، اگر ابتداء صبح صادق کے وقت بھی سفر میں تھا تو اس پر روزہ فرض نہیں، بعد میں قضا رکھے اور اگر اس وقت مسافر نہ تھا تو روزہ رکھنا فرض ہے اور اتنے طویل روزے کا تحمل نہ ہو تو سفر ناجائز ہے۔

جو شخص جانب مشرق جا رہا ہے، نماز کے اوقات اس پر گذرتے رہیں گے، ان اوقات میں نماز ادا کرے گا اور روزہ غروب ہونے کے بعد افطار کرے، کیوں کہ صوم کے معنی ہیں، طلوع فجر سے غروب شمس تک إمساک۔

قال في التنوير: هو إمساك عن المفطرات حقيقة أو حكماً في وقت مخصوص، وفي الشرح وهو اليوم، وفي الحاشية، أي: اليوم

الشرعي من طلوع الفجر إلى الغروب. (رد المحتار، ص: ۸۸،
ج:۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱)

ہوائی جہاز کے عملے کے لیے سحری وافطاری کے احکام[☆]

سوال: ہوائی جہاز کے عملے کے لیے ماہِ رمضان کے روزوں سے متعلق چند سوالات ہیں، جن کی وضاحت مطلوب ہے، جس طرح ایک مضبوط عمارت کے لیے مضبوط بنیاد ضروری ہے اسی طرح ایمان کے لیے صحیح عقائد اور ان پر عمل ضروری ہے۔ اس ضمن میں علمائے راسخ ہی صحیح نمائندگی کر سکتے ہیں، آپ سے گذارش ہے کہ ان سوالات کے تفصیلی جوابات شریعت اور حنفی علم فقہ کی روشنی میں عنایت فرما کر مشکور کریں۔

ہوائی جہاز کے عملے کی مختلف قسم کی ڈیوٹی کی نوعیت اس طرح ہے کہ وہ گھر پر ہی Stand by Duty رہتا ہے اور اسی صورت میں ڈیوٹی پر چلا جاتا ہے، جب کہ دوسرا عملہ جو ڈیوٹی پر جا رہا تھا Operating Crew عین وقت پر بیمار ہو جائے یا کسی اور وجہ سے ڈیوٹی پر جانے سے قاصر ہے، ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور زیادہ تر اس قسم کی ڈیوٹی والا Stand by Duty گھر ہی رہتا ہے، اس شکل میں اگر عملہ روزہ رکھنا چاہے تو وہ دیر سے دیر، کب تک روزہ کی نیت کر سکتا ہے؟

جواب: رمضان کے روزے کی نیت نصف النہار شرعی سے پہلے کر لی جائے تو روزہ صحیح ہے، ورنہ صحیح نہیں۔ ابتدائے صبح صادق سے غروب تک کا وقت، اگر دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس کا عین وسط یعنی درمیانی حصہ ''نصف النہار شرعی'' کہلاتا ہے اور یہ زوال سے قریباً پونا گھنٹہ پہلے شروع ہوتا ہے۔ روزہ کی نیت اس سے پہلے کر لینا ضروری

(۱) احسن الفتاوی، کتاب الصلوۃ، باب صلوٰۃ المسافر: ۴/۷۰،۷۱

[☆] یہ مکمل سوال وجواب آپ کے مسائل اور ان کا حل سے نقل کیا جا رہا ہے۔

ہے، اگر عین نصف النہار شرعی کے وقت نیت کی یا اس کے بعد نیت کی تو روزہ نہیں ہوگا۔

سوال: نیت کرنے کے بعد اگر فلائیٹ پر جانا پڑے اور عملے نے روزہ توڑ دیا تو اس کا کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

جواب: کفارہ صرف اسی صورت میں لازم آتا ہے، جب کہ روزہ کی نیت رات میں یعنی صبح صادق سے پہلے کی ہو، اگر صبح صادق کے بعد اور نصف النہار شرعی سے پہلے روزے کی نیت کی تھی اور پھر روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

سوال: فلائٹ دو قسم کی ہوتی ہے، ایک چھوٹی فلائٹ ہوتی ہے، مثلاً: کراچی سے لاہور یا اسلام آباد وغیرہ اور واپسی کراچی، صبح جا کر دوپہر تک واپسی، یا دوپہر جا کر رات میں واپسی۔ اور دوسری فلائٹ لمبے دوران کی ہوتی ہے، جو ملک سے باہر جاتی ہے، اس صورت میں عملے کو روزہ رکھنا مستحب ہے یا نہ رکھنا؟ زیادہ تر عملہ چھوٹی فلائٹ میں روزہ رکھنا چاہتا ہے۔

جواب: سفر کے دوران روزہ رکھنے سے اگر کوئی مشقت نہ ہو تو مسافر کے لیے روزہ رکھنا افضل ہے اور اگر اپنی ذات کو یا اپنے رفقاء کو مشقت لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

سوال: ہوائی جہاز کا عملہ دو قسم کے مسافروں میں آتا ہے، دونوں قسم کا عملہ ڈیوٹی پر شمار ہوتا ہے، ایک قسم کا عملہ وہ ہے جس پر جہاز یا مسافروں کی ذمہ داری نہیں ہوتی، وہ سفر اس لیے کر رہا ہوتا ہے کہ اسے آدھے راستے یا دو تہائی راستے پر اتر کر ایک دو دن آرام کے بعد پھر جہاز آگے کی منزل کی طرف لے جانا ہے۔ دوسری قسم کا عملہ وہ ہوتا ہے جس پر جہاز اور مسافروں کی ذمہ داری ہوتی ہے، ان دونوں قسم کے عملے پر روزے کے کیا احکام ہیں؟

جواب: جس عملے پر جہاز اور اس کے مسافروں کی ذمہ داری ہے، اگر ان کو یہ اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی صورت میں ان سے اپنی ذمہ داری کے نبھانے میں خلل آئے گا تو

ان کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ دوسرے وقت قضا کرنی چاہیے، خصوصاً اگر روزہ کی وجہ سے جہاز اور اس کے مسافروں کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو تو ان کے لیے روزہ رکھنا ممنوع ہوگا، مثلاً: جہاز کے کپتان نے روزہ رکھا ہوا اور اس کی وجہ سے جہاز کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے۔

سوال: سفر دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک سفر مغرب سے مشرق کی طرف، جس میں دن بہت چھوٹا ہے، جب کہ دوسرے سفر میں جو مشرق سے مغرب کی طرف ہے، اس میں دن بہت لمبا ہو جاتا ہے، سورج تقریباً جہاز کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور روزہ بیس بائیس گھنٹے کا ہو جاتا ہے، اس صورت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ گھنٹوں کے حساب سے کھول لیتے ہیں، مثلاً: پاکستان کے حساب سے روزہ رکھا تھا اور پاکستان میں جب روزہ کھلا، اسی حساب سے انہوں نے بھی روزہ کھول لیا، اس صورت میں بعض مرتبہ سورج بالکل اوپر ہوتا ہے اور جس مقام سے جہاز گزر رہا ہوتا ہے، وہاں ظہر کا وقت ہوتا ہی ہے، کیا اس طرح سے روزہ کھول لینا صحیح ہے؟

جواب: گھنٹوں کے حساب سے روزہ کھولنے کی جو صورت آپ نے لکھی ہے یہ صحیح نہیں ہے، افطار کے وقت روزہ دار جہاں موجود ہو، وہاں کا غروب معتبر ہے، جو لوگ پاکستان سے روزہ رکھ کر چلیں، ان کو پاکستان کے غروب کے مطابق روزہ کھولنے کی اجازت نہیں، جن لوگوں نے ایسا کیا ہے، ان کے وہ روزے ٹوٹ گئے اور ان کے ذمہ ان کی قضا لازم ہے۔

سوال: اوپر کے استواء (Higher Latitudes) میں جہاں سورج ۲۰-۲۲ گھنٹے تک رہتا ہے، یا اور اوپر جانے سے چھ ماہ تک سورج غروب نہیں ہوتا اور اگلے چھ ماہ جہاں اندھیرا رہتا ہے، وہاں کے کیا احکامات ہیں، نماز اور درزے کے بارے میں؟ اکثر لوگ ان جگہوں پر مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ کے اوقات کا اعتبار کرتے ہوئے نماز اور روزہ

اختیار کرتے ہیں، کیا اس طرح کرنا درست ہے؟

جواب: مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ کے اوقات کا اعتبار کرنا تو بالکل غلط ہے، جن مقامات پر طلوع وغروب تو ہوتا ہے، لیکن دن بہت لمبا اور رات بہت چھوٹی ہوتی ہے، ان کو اپنے ملک کے صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک روزہ رکھنا لازم ہے۔ البتہ ان میں جو لوگ ضعف کی وجہ سے اتنے طویل روزے کو برداشت نہیں کر سکتے وہ معتدل موسم میں قضا رکھ سکتے ہیں۔ ان علاقوں میں نماز کے اوقات بھی معمول کے مطابق ہوں گے اور جن علاقوں میں طلوع وغروب ہی نہیں ہوتا، وہاں دو صورتیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ وہ چوبیس گھنٹے میں گھڑی کے حساب سے نماز کے اوقات کا تعین کرلیا کریں اور اسی کے مطابق روزوں میں سحر اور افطار کا تعین کرلیا کریں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہاں سے قریب تر شہر جس میں طلوع وغروب معمول کے مطابق ہوتا ہے، اس کے اوقاتِ نماز اور اوقاتِ سحر وافطار پر عمل کرلیا کریں۔

سوال: بعض حضرات درمیانی استواء (Mid Letitudes) میں بھی اپنی نمازیں اور روزہ مدینہ منورہ کی نمازوں اور روزہ کے اوقات کے ساتھ ادا کرتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب: اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ ہر شہر کے لیے اس کے طلوع وغروب کا اعتبار ہے، نماز کے اوقات میں بھی اور روزہ کے لیے بھی، مدینہ منورہ کے اوقات پر نماز وروزہ کرنا بالکل غلط ہے اور یہ نمازیں اور روزے ادا نہیں ہوئے۔

سوال: کراچی سے لاہور/ اسلام آباد جاتے ہوئے گو کہ لاہور/ اسلام آباد میں سورج غروب ہو چکا ہوتا ہے اور روزہ کھولا جا رہا ہوتا ہے، مگر جہاز میں اونچائی کی وجہ سے سورج نظر آتا رہتا ہے، اس صورت میں روزہ زمین کے وقت کے مطابق کھولا جائے یا کہ
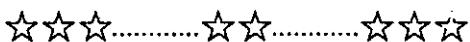
سورج جب تک جہاز سے غروب ہوتا ہوا نہ دیکھا جائے، تب تک ملتوی کیا جائے؟

جواب: پرواز کے دوران جہاز سے طلوع وغروب کے نظر آنے کا اعتبار ہے۔ پس اگر زمین پر سورج غروب ہو چکا ہو، مگر جہاز کے افق سے غروب نہ ہوا ہو، تو جہاز والوں کو روزہ کھولنے یا مغرب کی نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی، بلکہ جب جہاز کے افق سے غروب ہوگا تب اجازت ہوگی۔

سوال: دوسری صورت میں جب عین روزہ کھلتے ہی اگر سفر شروع ہوتو جہاز کے کچھ اونچائی پر جانے کے بعد پھر سے سورج نظر آنے لگا اور مسافروں میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے کہ روزہ گڑبڑ ہوگیا یا مکروہ ہوگیا، اس کے متعلق کیا احکام ہیں؟

جواب: اگر زمین پر روزہ کھل جانے کے بعد پرواز شروع ہوئی اور بلندی پر جا کر سورج نظر آنے لگا تو روزہ مکمل ہوگیا۔ روزہ مکمل ہونے کے بعد سورج نظر آنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص تیس روزے پورے کر کے اور عید کی نماز پڑھ کر پاکستان آیا تو دیکھا کہ یہاں رمضان ختم نہیں ہوا، اس کے ذمہ یہاں آ کر روزہ رکھنا فرض نہیں ہوگا۔

سوال: اگر عملے نے سفر کے دوران یہ محسوس کیا کہ روزہ رکھنے سے ڈیوٹی میں خلل پڑ رہا ہے اور روزہ توڑ دیا تو اس کا کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

جواب: اگر روزے سے صحت متاثر ہو رہی ہو اور ڈیوٹی میں خلل آنے اور جہاز کے مسافروں کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو تو روزہ توڑ دیا جائے، اس کی صرف قضا لازم ہو گی، کفارہ لازم نہیں ہوگا، واللہ اعلم!(۱)

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل، کتاب الصوم، ہوائی جہاز کے عملے کے لیے سحری وافطاری کے احکام: ۴/۵۵۶-۵۵۹

کشتی اور بحری جہاز
میں
وضواور نماز کی ادائیگی کا طریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشتی اور بحری جہاز میں نماز کا حکم

کشتی اور بحری جہاز کا تلا [نیچے والا حصہ] زمین پر ٹکا ہوا ہو، تو اس میں نماز صحیح ہے اور زمین پر مستقر نہیں تو بعض نے امکان خروج کے باوجود نماز کی صحت کا قول اختیار کیا ہے، مگر راجح یہ ہے کہ اس صورت میں کشتی اور جہاز کے اندر نماز صحیح نہیں، باہر نکل کر پڑھے، بلکہ چلتی کشتی کو بھی کنارے لگا کر نکلنا ممکن ہو تو قول راجح کی بناپر اس میں بھی نماز درست نہیں، اگر ملاح کشتی کنارے لگانے پر راضی نہ ہو یا بندرگاہ پر جہاز کا عملہ باہر نکلنے کی اجازت نہ دے تو اندر ہی نماز پڑھ لے، مگر بعد میں اس کا اعادہ واجب ہے:

قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: وظاهر ما في الهداية وغيرها الجواز قائماً مطلقاً سواء استقرت على الأرض أو لا، وصرح في الإيضاح بمنعه في الثاني حيث أمكنه الخروج إلحاقاً لها بالدابة، نهر. واختاره في المحيط والبدائع، بحر. وعزاه في الإمداد أيضاً إلى مجمع الروايات عن المصفى، وجزم به في نور الإيضاح، وعلى هذا ينبغي أن لا تجوز الصلوٰة فيها سائرة مع إمكان الخروج إلى البر، وهذه المسألة الناس عنها غافلون، شرح المنية. (رد المحتار، ص: ٧١٤، ج:١) فقط والله تعالىٰ أعلم.(١)

قاموس الفقہ کی عبارت

چلتی ہوئی کشتی میں اگر کھڑے ہو کر نماز کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تب تو بالاتفاق بیٹھ

(١) احسن الفتاوی، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، کشتی اور بحری جہاز میں نماز: ۸۹/۴

کر نماز ادا کی جائے گی اور اگر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نماز پڑھے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں کراہت کے ساتھ جائز ہے اور کشتی ساحل سے بندھی ہو، نیز وہ ہوا کے دباؤ وغیرہ کی وجہ سے حرکت میں نہ ہو تو بھی بلا عذر بیٹھ کر نماز درست نہیں، اس پر سبھوں کا اتفاق ہے کہ اگر صورت حال ایسی ہو کہ سر میں چکر آتا ہو تو بیٹھ کر نماز ادا کی جاسکتی ہے، اگر کشتی سے نکل کر نماز کی ادائیگی ممکن ہو تو مستحب ہے (☆) کہ ساحل پر اتر کر نماز پڑھے، جو شخص رکوع اور سجدے پر قادر ہو اس کے لیے کشتی میں اشارہ سے نماز ادا کرنا درست نہیں۔

کشتی میں نماز کے دوران بھی سمتِ قبلہ کا استقبال ضروری ہے، نماز کی ابتدا اسی طرح کرے، پھر جوں جوں کشتی گھومتی جائے، اپنا رُخ قبلہ کی طرف بدلتا جائے، کشتی میں اقامت کی نیت معتبر نہیں، بلکہ جب تک خشکی پر نہ آجائے، مسافر ہے، ان تمام احکام میں جو حکم کشتی کا ہے، وہی بحری جہازوں کا ہے(۱)۔

بحری جنگی مشقوں میں حکم قصر (۲)

سوال: پاک بحریہ کے جہاز جب جنگی مشقوں کے لیے سمندر میں گشت کرتے

(☆)، ما قابل والے مسئلے میں ''احسن الفتاویٰ'' والی عبارت سے یہ معلوم ہوا تھا کہ ایسی صورت میں باہر نکل کر نماز پڑھنا راجح ہے، ان کا قول احتیاط پر مبنی تھا، اور یہاں مولانا خالد سیف اللہ صاحب زید مجدہم کا قول سہولت ویسر پر مبنی ہے۔

(۱) قاموس الفقہ، حرف الباء، بحری سفر میں نماز: ۲/۲۹۰، ۲۹۱

(۲) مذکورہ سوال ''احسن الفتاویٰ'' سے نقل کیا جا رہا ہے، سائل نے اپنے سوال کا جواب اولا جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے حاصل کیا تھا، پھر تصدیق کروانے کی غرض سے حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ کے پاس بھیجا، تو حضرت رحمہ اللہ نے اس جواب سے اتفاق نہیں کیا، اور اپنا جواب تحریر فرمایا، ذیل میں پہلے سائل کا سوال، پھر بنوری ٹاؤن کا جواب اور اس کے بعد حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ کا جواب نقل کیا جائے گا، مذکورہ تفصیل کو سامنے رکھتے ہوئے آنے والے سوال وجواب کو سمجھا جائے۔ از مرتب

ہیں تو ان کا عملہ نماز پوری پڑھے یا کہ قصر کرے؟ ایک عالمِ دین نے خود جہاز پر جا کر موقع دیکھ کر اور حالات سن کر قصر پڑھنے کا فتوی دیا، مگر دارالافتا مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن سے استفتا کیا گیا تو انہوں نے پوری نماز پڑھنے کا فتوی لکھا، یہ فتوی ارسال خدمت ہے، ملاحظہ فرما کر تحریر فرمادیں کہ کون سا فتوی صحیح ہے؟ بینوا توجروا

سوال: پاک بحریہ (پاکستان نیوی) کے جہاز جب سمندر میں مختلف جنگی مشقوں کے لیے جاتے ہیں تو آیا ان میں نماز قصر پڑھنی ہوگی یا پوری؟ جبکہ ان جہازوں کے تفصیلی حالات حسب ذیل ہیں:

۱۔ کھانے پینے رہائش اور دیگر تمام ضروریات زندگی جو ویسے گھر میں مقیم ایک آدمی کے لیے ہوتی ہیں، سب مہیا ہیں، جہاز اکثر دو دنوں سے لے کر ہفتہ عشرہ تک مسلسل سمندر میں چلتے رہتے ہیں، بعض اوقات کراچی سے صرف تیس چالیس میل پر ہوتے ہیں، لیکن کل حساب سے وہ سینکڑوں میل ایک ہی دن میں طے کر جاتے ہیں، مثلاً: کبھی ان مشقوں کے دوران مشرق کو، کبھی مغرب وشمال وجنوب کو ۲۰ سے ۲۵ یا ۳۰ میل قطر کے دائرہ کے اندر گھومتے رہتے ہیں، تو کیا یہاں کل سفر کا حساب ہوگا یا کراچی سے فاصلہ کا؟

۲۔ ایک بار مثلاً: انہوں نے شرعی تین منزل (۴۸ میل) کراچی سے فاصلہ طے کر لیا، پھر دو یا تین دن اس سے کم فاصلہ پر رہے اور مختلف اَطراف کو چلتے رہے، تو یہاں قصر ہو گی یا نہیں؟

۳۔ جہاز صرف چند گھنٹوں کے لیے سمندر میں گیا، کراچی بندرگاہ سے پورے اڑتالیس یا پچاس میل سیدھا ایک طرف گیا اور پھر سیدھا واپس بندرگاہ آگیا، تو کیا حکم ہے؟

۴۔ جہاز چند گھنٹوں کے لیے کراچی سے روانہ ہوا پھر سیدھا ایک طرف نہیں، بلکہ مختلف اَطراف کو مڑتا ہوا اس نے پچاس سے زائد میل سفر کیا اور اسی طرح واپس ہوتے

ہوئے پچاس میل سے زائد سفر ہوا، لیکن اس دوران کبھی بھی اور کسی جگہ پر بھی کراچی سے ۴۸ میل پر نہ تھا، تو کیا حکم ہے؟

۵۔بندرگاہ سے جہاز بیس، پچیس میل کے فاصلہ پر جا کر پھر واپس آ گیا، تو آیا بعد میں سب نمازیں واپسی بندرگاہ تک پوری ہوں گی یا قصر؟

۶۔کراچی سے جہاز چلا، پچاس سے زیادہ میل فاصلہ تک جانے کا ارادہ تھا، پھر راستہ میں خراب ہو گیا، یا کسی مصلحت کی بنا پر واپس آ گیا، تو نماز پوری ہوگی یا قصر؟

۷۔بعض اوقات جنگی مشقوں کی مصلحتوں کی بنا پر کسی کو بھی نہیں بتایا جاتا، سوائے چند خصوصی افراد کے، جو اس کام (یعنی: سمتوں اور فاصلوں کا معلوم کرنے) پر مامور ہوتے ہیں کہ جہاز بندرگاہ سے اتنے فاصلے پر ہے، تو کیا معلوم کرنا فرض ہے؟ جب کہ ان افراد کو جن کو معلوم ہو، سختی سے منع کر دیا ہو کہ کسی کو نہ بتائیں، تو کیا وہاں اپنے اندازہ پر قصر یا پوری نماز پڑھیں گے؟

علاوہ ازیں بحری سفر کے بارے میں شرعی احکام سے متعلق آگاہ فرمادیں کہ کتنے میل کی مسافت پر قصر کا حکم ہے؟ بینوا توجروا

جواب از مدرسہ نیوٹاؤن

۱۔دورانِ مشق اگر جہاز ۴۸ میل سے کم فاصلہ کے قطر میں مشرق ومغرب، جنوب وشمال چکر لگاتے ہیں تو نماز پوری پڑھی جائے، اگرچہ کل سفر کے حساب سے سینکڑوں میل طے کر جائیں، جب تک ساحل کراچی سے ۴۸ میل فاصلہ نہ ہو جائے، قصر نہ کیا جائے۔

۲۔جب ایک بار ساحل کراچی سے ۴۸ میل سفر کیا اور سفر شروع کرتے وقت ۴۸ میل یا اس سے زیادہ کا ارادہ بھی تھا، تو اس صورت میں روانگی کے بعد واپسی تک قصر کیا جائے۔

۳۔قصر کیا جائے۔

۴۔نماز پوری پڑھی جائے۔

۵۔اگر سفر شروع کرتے وقت ۴۸ میل یا اس سے زیادہ کا ارادہ تھا تو شروع سے قصر کیا جائے، اگر شروع سے ۴۸ میل کا ارادہ نہیں تھا تو ۴۸ میل ہو جانے کے بعد بندرگاہ واپسی تک قصر کیا جائے۔

۶۔جس وقت ارادہ تبدیل ہوا، اس وقت سے نماز پوری پڑھی جائے، اس سے قبل قصر کیا جائے۔

۷۔ظاہر ہے کہ جہاز کے عام ملازمین کمانڈر کے تابع ہیں اور اس سلسلہ میں متبوع، یعنی: کمانڈر کی نیت کا اعتبار ہوگا اور جب نیت معلوم نہ ہو سکے، جیسا کہ سوال میں کہا گیا ہے کہ نیت اور ارادہ معلوم کرنا مشکل کام ہے، تو اگر آفیسران نمازی ہیں، تو ان کو دیکھ لیا جائے کہ کس طرح نماز پڑھتے ہیں؟ قصر کے ساتھ یا پوری نماز پڑھتے ہیں، ورنہ تابع، یعنی: جہاز کے باقی حضرات اپنی حالت کا اعتبار کریں، ۴۸ میل کے بعد قصر کریں اور اس سے پہلے اتمام یعنی: پوری نماز پڑھیں، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جواب از حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ

الجواب باسم ملہم الصواب

جس عالم نے وجوب قصر کا فتویٰ دیا ہے، ان کو غالباً اس مسئلہ سے اشتباہ ہوا ہے کہ جب کسی مقام تک پہنچنے کے دو راستے ہوں، قریب کے راستے سے مسافت قصر نہ ہو اور بعید راستہ سے مسافت قصر ہو، تو براہِ بعید سفر کرنے والے پر قصر واجب ہے، مگر صورتِ سوال کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں، اس لیے مسئلہ مذکورہ اس صورت میں ہے کہ منزلِ مقصود تک پہنچنے کے راستے متعین ہوں، جیسا کہ بالعموم بری سفر میں ہوتا ہے، مسافر کا اصل مقصد ایک مخصوص مقام ہوتا ہے اور اس کا دائیں بائیں مڑنا انحرافِ طریق کی وجہ سے ہوتا ہے، پس

انحرافِ طریق کی وجہ سے اگر مسافتِ سفر متحقق ہو جائے تو قصر واجب ہے، اگر چہ خطِ مستقیم یا طریقِ قریب مسافت سے کم ہو، اگر قیدِ طریق سے قطع نظر مطلقاً یمین و یسار انحراف کی مسافت کا اعتبار کیا جائے تو اس پر لازم آئے گا کہ اگر کوئی شخص اپنے شہر سے باہر نکل کر شہر سے متصل ہی چکر کاٹتا رہے، یا ہل جوت لے، یا کچھ لوگ شہر سے باہر نکل کر کبڈی کھیلنا شروع کر دیں اور مجموعہ مسافت مسافتِ سفر کے برابر ہو جائے تو ان پر قصر واجب ہو جائے اور یہ بدیہی البطلان ہے، والقول المستلزم للباطل باطل، غرضیکہ صورتِ مسئولہ میں وجوب کا قول صحیح نہیں، مدرسہ نیو ٹاؤن کا جواب صحیح ہے، مگر اس میں بھی سوال اول کے جواب میں چند اشتباہ واقع ہوئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ اس میں برّی اور بحری میل کا فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا، برّی میل: ۱۷۶۰ گز اور بحری میل: ۲۰۲۶.۶۷ گز ہوتا ہے۔

۲۔ مسافتِ سفر بصورتِ قطر کی قید صحیح نہیں، بلکہ ساحل سے بُعد کا اعتبار ہے، خواہ بصورتِ قطر ہو یا نہ ہو۔

۳۔ بحری سفر کو بھی برّی پر قیاس کر کے اڑتالیس میل کو مسافت قصر قرار دینا صحیح نہیں، مذہب میں اصل اعتبار میلوں کی بجائے تین روز کی مسافت کا ہے، برّی سفر میں اس کا تخمینہ ۴۸ میل شرعی سے کیا گیا ہے، مگر یہ فیصلہ بحری سفر پر جاری نہیں ہو سکتا، بحری جہاز کے کپتان سے تحقیق ہوئی کہ عام معمولی کشتی معتدل ہوا میں پانچ چھ میل بحری فی گھنٹہ طے کرتی ہے، ماہرینِ فن ملاحوں اور پاک بحریہ کے افسروں سے بھی اس کی تصدیق ہوئی، مجموعہ پانچ شہادتوں سے ثابت ہوا کہ معتدل ہوا میں کشتی کی اوسط رفتار ساڑھے پانچ میل بحری فی گھنٹہ ہے، لہٰذا بحری سفر میں مسافتِ قصر کا حساب یوں ہوگا، تین دن برابر ہے بہتر گھنٹے ضرب ساڑھے پانچ، یہ بن گئے تین سو چھیانوے بحری میل۔

کشتی چوں کہ رات دن مسلسل چلتی ہے، اس لیے بحری سفر کی صورت میں تین

دن رات مسلسل چلنے کی مسافت کو مسافتِ قصر قرار دیا جائے گا، اس سے کم مسافت کے قصد پر قصر کرنا جائز نہیں۔

(فائدہ) میل انگریزی: ۱۷۶۰/گز، میل شرعی: ۲۰۰۰/گز، میل بحری: ۲۰۲۶.۶۷/گز، برّی سفر میں ۴۸ میل انگریزی مسافتِ سفر نہیں، بلکہ ۴۸ میل شرعی ہیں، بلکہ مفتی بہ قول کے مطابق ۵۴/میلِ شرعی، یا ۶۱/میل انگریزی مسافتِ سفر ہے، تفصیل بندہ کے رسالہ "القول الأظهر في مسئلة السفر" میں ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱)

☆☆☆..........☆☆..........☆☆☆

(۱) احسن الفتاوی، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، بحری جنگی مشقوں میں حکمِ قصر: ۸۳/۷-۸۶

بس میں
وضو اور نماز کی ادائیگی کا طریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَس کی دیواروغیرہ پر تیمّم کرنے کا حکم

ایک شخص بَس میں سفر کررہا ہے اور نماز کا وقت ہوگیا، بَس میں وضو کا انتظام نہیں ہے اور نہ ہی بَس رکتی ہے، تو بَس کی دیوار وغیرہ پر اگر گردوغبار ہے تو تیمّم کرلیا جائے، اور اگر اُن پر گردوغبار نہیں ہے تو پھر ان پر تیمم کرنا درست نہیں ہے(۱)۔

بس میں نماز پڑھنے کا حکم

چونکہ عام طور پر بس میں قیام کرنا ممکن نہیں ہوتا، اس لیے بس میں نماز ادا کرنا صحیح نہیں ہے، البتہ! اگر چلتی ہوئی بس کا رُخ قبلہ کی طرف ہو اور بس میں دونوں طرف والی سیٹوں کے درمیان کھڑے ہوکر نماز ادا کی جائے تو درست ہے، نماز ہوجائے گی۔

بس کا ڈرائیور بس نہ روکے تو اشارہ سے نماز پڑھ لے، بعد میں اعادہ کرے

دورانِ سفر نماز کا وقت ہوجائے اور بار بار مطالبہ کرنے کے باوجود ڈرائیور نماز کے لیے گاڑی نہ روکے اور نماز کا وقت ختم ہوجانے سے قبل گاڑی اسٹاپ پر پہنچے کی امید بھی نہ ہو تو ایسے حالات میں نماز کو قضا نہ کرنا چاہیے، بلکہ اس وقت جیسے بھی ممکن ہو نماز اشارہ کے ساتھ ادا کرلی جائے، اور بس رکنے پر زمین پر اتر کے اس نماز کا اعادہ کیا جائے، ایسی صورت میں اشارہ سے بھی نماز ادا نہ کرنا اور بالکلیہ نماز کو قضاء کردینا درست نہیں ہے(۲)۔

---

(۱)ویجوز التیمم عند أبي حنیفة ومحمد بکل ما کان من جنس الأرض من التراب والرمل والحجر والجص ....، و کذا یجوز بالغبار. (هدایة، کتاب الطهارات، باب التیمم: ۱/۸۸، البشری)

(۲)تلخیص من ''خیرالفتاوی''، کتاب الصلاۃ، موٹر[کار، بس وغیرہ] میں وضو سے نماز ممکن نہ =

چلتی گاڑی/بس میں فرض نماز ادا کرنے کا حکم وطریقہ

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کیا چلتی گاڑی/بس کی سیٹ پر فرض نماز بیٹھ کر ادا کی جاسکتی ہے؟ جس کا رخ بھی قبلہ کی جانب بنتا ہو اور سجدہ بھی سیٹ پر کیا جائے، جب کہ نماز نہ پڑھنے سے نماز کا وقت ختم ہوجاتا ہو؟ جواب سے جلدی ممنون فرمائیں، شکریہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر ڈرائیور کہنے کے باوجود بس نہ روکے اور بس رکنے کا انتظار کرنے کی صورت میں نماز قضا ہوجانے کا اندیشہ ہو تو چلتی گاڑی، بس وغیرہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہوگا، نماز ادا کرنے کی صورتیں بالترتیب حسب ذیل ہوں گی۔

ا۔ بس قبلہ رخ جارہی ہو اور دونوں جانب کی سیٹوں کی درمیانی راہ داری میں کھڑے ہوکر رکوع اور، بس کے فرش پر سجدہ کرنے کی جگہ ہو تو کھڑے ہوکر رکوع سجدے کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری ہوگا، اس صورت میں اگر قیام/کھڑے ہونے کے لیے سہارا لینا پڑے تو اس کی اجازت ہوگی، اگر پورے قیام کے دوران سہارا لینا پڑے اور ہاتھ نہ باندھ سکے تب بھی قیام نہ چھوڑے، سہارا لے کر قیام، رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز ادا کرے۔ اگر بس کے زیادہ حرکت کرنے یا چکر آنے کی وجہ سے قیام نہ کرسکے تو اسی راہ داری میں بیٹھ کر بس کے فرش/زمین پر سجدہ کرتے ہوئے نماز ادا کرے۔

= ہو تو جیسے ہو اشارہ سے پڑھ لے، بعد میں اعادہ کرے: ۲/۲۸۵

كما يفهم من فتاوى قاضي خان والخلاصة: الأسير في يدي العدو إذا منعه الكافر عن الوضوء والصلاة يتيمم ويصلي بالإيماء، ثم يعيد إذا خرج ...... إلى قوله...... كالمحبوس؛ لأن الطهارة لم تظهر في منع وجوب الإعادة، ثم قال: فعلم منه أن العذر إن كان من قبل الله تعالىٰ لا تجب الإعادة، وإن كان من قبل العبد وجبت الإعادة. (البحر الرائق: ١/٢٤٩، رشيدية)

۲۔اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو سیٹوں کے درمیان اپنی جگہ پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر قیام اور رکوع کرے اور سجدے کے وقت اپنی سیٹ پر بیٹھ کر سامنے والی سیٹ پر سجدہ کرے، جیسا کہ سائل نے سوال میں تحریر کیا ہے۔

۳۔ اگر یہ صورت بھی ممکن نہ ہو اس طور پر کہ سامنے والی سیٹ پر سجدہ نہ کیا جا سکے، جیسا کہ عموماً یہاں [پاکستان] کی بسوں میں ہوتا ہے، یا قبلہ رخ ہو کر قیام، رکوع اور سجدہ نہ کیا جا سکتا ہو تو پھر جس طرح بھی ہو سکے نماز کے وقت کے اندر اشارے سے رکوع سجدہ کر کے نماز ادا کی جائے۔

واضح رہے کہ پہلی دونوں صورتوں میں نماز ادا ہو جائے گی اور اس کا اعادہ بھی لازم نہیں ہوگا، لیکن تیسری صورت میں بس سے اترنے کے بعد تمام ارکان کی ادائیگی کے ساتھ اس نماز کی قضا ادا کرنا لازم ہوگا۔فقط واللہ اعلم (۱)

☆☆☆..........☆☆..........☆☆☆

(۱) مذکورہ سوال و جواب جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کی ویب سائٹ سے نقل کیا گیا ہے۔

سواری پر
نوافل ادا کرنے کا حکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفل نماز سواری پر پڑھنے کا حکم

سواری پر نماز پڑھنے والے کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں، وہ شہر کے اندر ہو اور سواری پر نماز پڑھنا چاہتا ہو، اور دوسری حالت یہ کہ وہ شہر سے باہر ہو، یعنی: مسافر ہو، اور وہ سواری پر نماز پڑھنا چاہتا ہو۔

ذیل میں دونوں صورتوں کا حکم جدا جدا لکھا جاتا ہے:

پہلی صورت کا حکم: شہر کے اندر مقیم شخص کے لیے جانور پر سوار ہو کر نفل نماز ادا کرنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

ان تینوں حضرات میں سے راجح قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے کہ شہر کے اندر بھی مقیم شخص سواری پر نفل نماز پڑھنا چاہے، تو پڑھ سکتا ہے۔

دوسری صورت کا حکم: شہر سے باہر نکلنے کے بعد مسافر (شرعی) کے لیے تمام فقہائے کرام کے نزدیک اور غیر مسافر کے لیے اکثر فقہائے کرام کے نزدیک (یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنے کھیتوں وغیرہ کی طرف یا شہر کے گرد و نواح میں گیا ہوا ہو، اس کے لیے بھی) سواری پر سوار ہو کر نفل پڑھنا جائز ہے، شہر سے باہر نکلنے کی حد سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے مسافر کے لیے قصر کرنا جائز ہوتا ہے، اسی جگہ سے سواری پر نفل پڑھنا جائز ہو جاتا ہے۔

سواری پر نماز کے جواز کے حوالے سے سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سب نفل کے حکم میں ہیں، سوائے سنتِ فجر کے کہ یہ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک سواری پر بیٹھ کر ادا

کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ ان (سنتِ فجر) کی تاکید بہت زیادہ آئی ہے(۱)۔

(۲) یہی حکم ہر قسم کی سواری کا ہے، چاہے وہ قدیم زمانے کی ہو (جیسے: اونٹ، گھوڑا، خچر اور گدھا وغیرہ)، چاہے موجودہ زمانہ کی (جیسے: جہاز، ریل گاڑی، بس، کار وغیرہ)۔

سواری پر نوافل ادا کرتے ہوئے استقبال قبلہ کا حکم

سواری پر بیٹھے بیٹھے نوافل ادا کرتے ہوئے استقبالِ قبلہ کا حکم اس نماز سے

(۱)قال الحصكفيؒ: (و) يتنفل المقيم (راكبا خارج المصر) محل القصر (مومئا) فلو سجد اعتبر إيماء لأنها إنما شرعت بالإيماء (إلى أي جهة توجهت دابته)

قال ابن عابدينؒ: قوله:(ويتنفل المقيم راكبا...... إلخ) أي: بلا عذر، أطلق النفل، فشمل السنن المؤكدة إلا سنة الفجر، كما مر، وأشار بذكر المقيم إلى أن المسافر كذلك بالأولىٰ؛ واحترز بالنفل عن الفرض والواجب بأنواعه كالوتر والمنذور وما لزم بالشروع والإفساد وصلاة الجنازة وسجدة تليت على الأرض، فلا يجوز على الدابة بلا عذر لعدم الحرج كما في البحر، قوله: (راكبا) فلا تجوز صلاة الماشي بالإجماع، بحر عن المجتبى، قوله: (خارج المصر) هذا هو المشهور، وعندهما يجوز في المصر، لكن بكراهة عند محمد؛ لأنه يمنع من الخشوع، وتمامه في الحلية. قوله: (محل القصر) بالنصب بدل من خارج المصر، وفائدته شمول خارج القرية وخارج الأخبية ح:أي المحل الذي يجوز للمسافر قصر الصلاة فيه، وهو الصحيح، بحر. وقيل: إذا جاوز ميلا، وقيل: فرسخين، أو ثلاثة. قهستاني. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب: في الصلاة على الدابة: ۲/۴۸۶، ۴۸۷)

(۲) الموسوعة الفقهية الكويتية، مادة: الصلاة، الصلاة على الراحلة: ۲۷/۲۲۹

ساقط ہے،سواری جس رُخ پر بھی جارہی ہو،اسی طرف رُخ کر کے نمازِ نفل ادا کر لینا جائز ہے(۱)۔

سواری پر نوافل ادا کرتے ہوئے قیام کا حکم
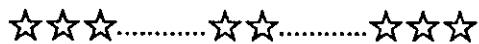
سواری پر نوافل ادا کرنے والے سے قیام کا حکم بھی ساقط ہے،وہ بیٹھے بیٹھے رکوع وسجود اشارے سے ادا کرتے ہوئے نماز ادا کر سکتا ہے(۲)۔

☆☆☆..........☆☆..........☆☆☆

---

(۱) الموسوعة الفقهية الكويتية، مادة: الصلاة، الصلاة على الراحلة: ٢٢٩/٢٧

(۲)أيضا

لاری اڈے، ریلوے اسٹیشن اور ائیر پورٹ پر قصر نماز کا حکم

یہ تینوں جگہیں اکثر شہر کی حدود میں ہی واقع ہوتی ہیں، اس لیے اگر کوئی سفر پر جانے والا ان جگہوں میں نماز پڑھنا چاہے تو مکمل نماز پڑھے گا، قصر نہیں کرے گا۔

اگر کسی نماز کا وقت شروع ہوا اور سفر پر جانے والے نے وہ وقتی نماز ادا نہیں کی اور گاڑی، ٹرین یا جہاز چل پڑا، پھر یہ گاڑی نماز کے وقت کے دوران ہی شہر کی حدود سے باہر نکل گئی تو اب یہ شخص اگر سفر شرعی کے قصد سے نکلا ہے، تو قصر کرے گا۔

اور اگر گاڑی نماز کا وقت ختم ہونے تک شہر سے ہی گذرتی رہی تو اس صورت میں یہ شخص جو سفر شرعی کے لیے نکلا تھا قصر نہیں کرے گا بلکہ مکمل نماز ادا کرے گا۔

ڈرائیور (چاہے کسی گاڑی؛ بس، کار، ٹرک، ٹرین یا جہاز کا ہو،) کنڈیکٹر، ائیر یا بس ہوسٹس اور گاڑیوں کے گارڈز کے لیے قصر کا حکم

مذکورہ افراد جو روزانہ گھر سے سفر کے لیے نکلتے ہیں، اور سالہا سال بطور پیشہ کے اسی طرح نکلے رہتے ہیں اگر ان کے سفر کی نوعیت سفرِ شرعی والی ہو یعنی: ۷۷ کلومیٹر یا اس سے زائد کی نیت سے نکلیں، اور یہ کسی ایک جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کریں تو یہ افراد مسافر شمار ہوں گے، یعنی قصر کریں گے۔

☆☆☆..........☆☆..........☆☆☆

تبلیغی جماعتوں
کے
مقیم و مسافر ہونے سے متعلق
جامعہ فاروقیہ کراچی
کا
ایک تفصیلی فتوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں

(1) رائیونڈ مرکز سے تبلیغی جماعتوں کا مسلسل خروج ہوتا ہے، وہاں سے مختلف شہروں میں تشکیل ہوتی ہے، جس کی مختلف صورتیں پیش آتی ہیں، جو ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں، ان سب کا تفصیلی حکم مطلوب ہے، براہ کرم جلد جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں:

(الف) مثلاً: ۲۵ر دن کی تشکیل کراچی شہر ہوئی، تو رُخ والی پرچی پر لکھا ہوتا ہے کہ مکی مسجد (تبلیغی مرکز، کراچی) کے ذمہ دار احباب سے رُخ لے کر کام کریں، پھر کراچی والے ہر ہفتے کی الگ الگ تشکیل کرتے ہیں، کبھی یہ تشکیل شہر کے ایک ٹاؤن یا کالونی وغیرہ کی ہوتی ہے اور کبھی کراچی والے تشکیل کراچی کے دیہاتوں (بشمول حب چوکی شہر) میں کر دیتے ہیں، ایک ہفتے کے بعد یہ جماعتیں واپس مرکز تشریف لاتی ہیں اور نیا رُخ لے کر کام کرتی ہیں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پورے ۲۵ر دن کا رُخ شہر کی مختلف کالونیوں، یا صرف دیہاتوں (یا، حب چوکی) یا کچھ دن شہر (کراچی) اور کچھ دن دیہاتوں کا رُخ دے کر بھیج دیتے ہیں۔ مطلب: جب بھی ایک ہفتے کا رُخ دے کر بھیجا جاتا ہے تو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ اگلے ہفتے تشکیل کہاں ہوگی۔

(ب) ۱۵ر دن سے زائد کی تشکیل رائیونڈ مرکز سے ہوتی ہے، اور پرچی پر لکھا ہوتا ہے کہ صرف شہر میں کام کریں۔

(ج) ۱۵ر دن سے زائد کی تشکیل رائیونڈ مرکز سے ہوتی ہے، اور پرچی پر ۵ یا ٦ ربستیوں کے نام لکھے ہوتے ہیں، بستیوں کی عام طور پر نوعیت یہ ہوتی ہے کہ ایک ایک قبیلے یا خاندان نے اپنا کنبہ الگ بسایا ہوتا ہے، وہاں مسجد بنائی ہوتی ہے، اس کا الگ نام اہل علاقہ میں معروف ہوتا ہے، ہر بستی میں دو یا تین دن کام کر کے اگلی بستی میں جاتے ہیں۔

نیز! کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ مقامات الگ الگ ناموں سے بھی معروف ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں اس علاقے میں ان تمام کو ایک شمار کیا جاتا ہے۔

(د) ۱۵/دن سے زائد کی تشکیل رائیونڈ مرکز سے ہوتی ہے، اور پرچی پر شہر کی ہی مختلف مساجد کے نام لکھے ہوتے ہیں، عام ہے کہ یہ مساجد ایک ہی محلے کی ہوں یا مختلف محلوں کی۔

اب ان تمام صورتوں میں نماز کے احکام بیان کریں کہ جماعت والے اپنی نماز ادا کرنے کی صورت میں قصر کریں گے یا اتمام؟

(2).................مسافر اگر قصداً یا نسیاناً پوری نماز ادا کرلے اور سجدہ سہو بھی ادا نہ کرے تو کیا حکم ہے ؟

(3).................جماعتوں میں ہی شوافع بھی سفر کرتے ہیں اب اگر شافعی امام، سفر میں اپنے مذہب کے مطابق عزیمت پر عمل کرتے ہوئے پوری نماز پڑھادے اور ان مقتدیوں میں حنفی بھی ہو، تو حنفی مقتدی کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

(4).................مسجد محلّہ میں جب جماعت جاتی ہے، تو ایسے وقت میں جب وہاں کوئی مقامی نہیں، اگر مسافر اس مسجد کے امام کے مصلّے سے ہٹ کر کسی اور جگہ کھڑا ہو کے نماز باجماعت کروائے، تو کرواسکتا ہے یا نہیں؟

واضح رہے! اس وقت وہاں کوئی مقامی نہیں، امام مسافر ہے، نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہونے کی جگہ بدل چکا ہے، اور ایسا عام نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھار ہوتا ہے، اور نا ہی خدشہ ہوتا ہے کہ اس کی عادت بنائی جائے گی، اور نا ہی اس سے کوئی تقلیل جماعت ہو رہی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(1) الف۔ رائیونڈ مرکز سے جماعت کی تشکیل مذکورہ صورت کے ساتھ ہوئی ہو تو اگر جماعت والوں کو اس بات کا علم ہو کہ ان کی تشکیل کراچی کی حدود ہی میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن کی ہوگی، یا کراچی کی حدود سے باہر ایک ہی مقام پر پندرہ دن یا زیادہ دنوں کی تشکیل ہوگی تو اس صورت میں جماعت والے اتمام کریں گے۔

البتہ اگر ان کو علم نہ ہو (کہ ان کی تشکیل کراچی کے اندر یا باہر ایک مقام پر ہوگی) تو چونکہ اب یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی تشکیل کراچی کی حدود کے اندر ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی تشکیل ایسے دیہات میں ہو جو کراچی کی حدود سے باہر ہو اور کراچی سے الگ مستقل حیثیت رکھتا ہو، لہٰذا! اس صورت میں ان کی جہاں بھی تشکیل ہو جائے تو وہ قصر کریں گے، اس لئے کہ جہاں بھی ان کی تشکیل ہوگی تو وہاں ان کا ایک ہفتہ ٹھہرنا تو متعین ہے، اس سے زیادہ ٹھہرنے کا یقین نہیں، بلکہ یہ عین ممکن ہے کہ اگلے ہفتے تشکیل کہیں اور ہو جائے جو کراچی کی حدود کے اندر ہو یا باہر ہو۔

خلاصہ یہ کہ چونکہ اس (علم نہ ہونے کی) صورت میں ایک ہی مقام پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا قصد متحقق نہیں ہو رہا، اس لئے جماعت والے قصر کریں گے۔

ب...... مذکورہ صورت میں بھی چونکہ جماعت والوں کو پندرہ دن سے زائد ایام ایک جگہ پر گذارنے ہیں اس لئے اس صورت میں بھی وہ اتمام کریں گے۔

ج...... اس صورت میں دیکھا جائیگا کہ ان بستیوں میں سے ہر ایک الگ الگ ہے (مثلاً: ان کے درمیان کھیتی کی زمینیں ہیں یا ان کے درمیان کا فاصلہ ۱۳۷.۱۶ میٹر ہے) یا سب ایک ہیں: اگر سب بستیاں مل کر ایک شمار ہوتی ہیں تو ان بستیوں میں جماعت

والے اتمام کریں گے،اور اگر ان بستیوں میں سے ہر ایک الگ الگ مستقل حیثیت رکھتی ہو، تو جماعت والے اس میں قصر کریں گے۔

د......اس صورت میں بھی اتمام کیا جائے گا، کیونکہ یہ سب مسجدیں ایک جگہ کی ہیں، الگ الگ نہیں۔

نوٹ: جماعت والوں کو چاہیئے کہ ابتدا میں ہی تشکیل والوں سے اپنی مکمل تشکیل کی صورت دریافت کرلیں تاکہ متعین صورت کے مطابق احکامات پر عمل کرنا بسہولت ممکن ہوسکے۔

(2)......مسافر اگر قصداً اتمام کرے، تو اسکی نماز واجب الإعادہ ہے، چاہے سجدہ سہو کرے یا نہ کرے، اس کے علاوہ وہ گناہ گار بھی ہوگا، اور اگر اتمام سہواً کرتا ہے تو سجدہ سہو نہ کرنے کی صورت میں نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔

(3)......شافعی المذہب امام کے پیچھے نماز پڑھنا اس وقت درست ہے، جب وہ مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہو، یعنی وہ امور جن سے حنفی کی نماز فاسد ہوتی ہے یا مکروہِ تحریمی ہوتی ہے، اس سے احتراز کرتا ہو، جبکہ مذکورہ صورت میں یہ رعایت نہیں ہو رہی، اس لئے مذکورہ صورت میں حنفی مقتدی کی نماز نہیں ہوئی۔

(4)......مسجدِ محلہ میں جب اہلِ محلہ نے جماعت ادا کر لی ہو تو اس میں دوسری نماز باجماعت پڑھنا درست نہیں، اگر چہ امامِ ثانی کھڑے ہونے کی جگہ بھی بدل لے اور مقامی بھی نہ ہو۔

والإقامة تثبت بأربعة أشياء: نية الإقامة، ونية مدة الإقامة، واتحاد المكان وصلاحيته للإقامة ...... أما اتحاد المكان، فالشرط نية مدة الإقامة في مكان واحد، لأن الإقامة قرار والانتقال يضاده، ولا بد

من الانتقال في مكانين. وإذا عرف هذا فنقول: إذا نوى المسافر الإقامة خمسة عشر يوماً في موضعين، فإن كانا مصراً واحداً أو قرية واحدة صار مقيماً؛ لأنهما متحدان مكاناً.

(بدائع الصنائع، كتاب الصلوٰة،باب المسافر:١/ ٢٧٠،دار إحياء التراث العربي)

الكوفي إذا نوى الإقامة بمكة و منىٰ خمسة عشر يوماً لم يكن مقيماً وإن لم يكن بينهما مسيرة سفر؛ لأنه لم ينو الإقامة في أحدهما خمسة عشر يوماً.

(فتاوى قاضيخان، كتاب الصلوٰة ، باب المسافر: ١/ ١٦٦، رشيدية)

(الفتاوى الهندية، كتاب الصلوٰة ،باب المسافر:١/ ١٤٠،رشيدية)

من جاوز بيوت مصره من جانب خروجه مريداً سيراً وسطاً ثلاثة أيام، قصر الفرض الرباعي...... ولايزال على حكم السفر حتىٰ يدخل وطنه أو ينوي الإقامة ببلد آخر أو قرية وهي خمسة عشر يوماً أو أكثر.

(ملتقى الأبحر،كتاب الصلوٰة، باب المسافر:١/ ٢٣٧،غفارية)

(فإذا أتم الرباعية) والحال أنه قعد القعود الأول قدر التشهد (صحت صلاته) لوجود الفرض في محله وهو الجلوس على الركعتين وتصير الأخر نافلة له (مع الكراهة) لتأخير الواجب وهو السلام عن محله، إن كان عامداً، فإن كان ساهياً يسجد للسهو.

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،كتاب الصلوٰة، باب المسافر،ص:٤٢٥،دار الكتب العلمية)

فلو أتم مسافر، إن قعد في القعدة الأولىٰ، تم فرضه، لكنه أساء لوعامداً؛ لتأخير السلام..............وإن قعد في الرابعة، مثلاً: قدر التشهد، ثم قام، عاد و سلم ...... وسجد للسهو، لنقصان فرضه بتأخير السلام.

(حا شية ابن عابدين، كتاب الصلوٰة، باب المسافر، وباب سجودالسهو: ٢/ ١٢٨، ٨٨، دارالمعرفة)

و كذا تكره خلف أمرد......ومخالف كشافعي، لكن في وترالبحر إن تيقن المراعاة لم يكره، أو عدمها لم يصح، وإن شك كره.

(الدرالمختار، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة: ١/ ٥٦٣، سعيد)

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة: ١/ ٨٤، رشيدية)

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أومسجد لاإمام له ولا مؤذن.

(الدرالمختار، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة: ١/ ٥٥٣، سعيد،)

(بدائع الصنائع، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة: ١/ ٣٧٩، دار إحياء التراث العربي)

فقط والله اعلم بالصواب

كتبه: محمد حنيف عفي عنه

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

٦ / ١٢ / ١٤٣١ هج

فتویٰ نمبر: ٢٢٤/٩٨

☆☆☆............☆☆............☆☆☆

سواری اور سفر
کی مسنون دعائیں وآداب

نوٹ: یہ سب دعائیں حصن حصین سے لی گئی ہیں، ان ادعیہ کا حوالہ اور مزید بہت
ساری دعائیں وہاں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

جب کوئی سفر پر جا رہا ہو تو رخصت کرنے والا مقیم اس سے مصافحہ کرے اور یہ دعا دے:

"اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ"۔

میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہارے دین کو، امانت (و دیانت) کو اور تمہارے عمل کے خاتموں (کو سفر) کے انجام کو (وہی سب کا محافظ ہے)۔

رخصت ہونے والا مسافر یہ دعا دے:

"اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تَخِيْبُ وَدَائِعُه" یا "لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُه".

میں بھی تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی امانتیں نامراد نہیں ہوتیں، (یا) ضائع نہیں ہوتیں۔

مسافر جب سواری کی رکاب میں پاؤں رکھے یا سوار ہونے لگے

تو: "بِسْمِ اللّٰهِ" کہے

اور جب اس کی پیٹھ پر بیٹھ جائے تو کہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ".

اور یہ دعا پڑھے:

"سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا، وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ"۔

پاک ہے وہ ذات، جس نے اس (سواری) کو ہمارے قابو میں کر دیا، ہم تو اس کو قابو میں نہیں لا سکتے تھے، اور ہم تو اپنے رب کے پاس ہی لوٹ کر جائیں گے۔

تین مرتبہ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ"، تین مرتبہ: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ"، ایک مرتبہ: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھے۔

اور یہ استغفار پڑھے:

"سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ إِنَّه لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ"۔

پاک ہے تو، بے شک میں نے اپنے اوپر (بہت) ظلم کیا ہے (کہ تیری نافرمانی کرتا رہا)، پس تو مجھے بخش دے۔ بے شک تیرے سوا اور کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔

اور اس کے بعد یہ دعا مانگے:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى۔ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَه۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْأَهْلِ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ"۔

اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی کی اور پرہیز گاری کی اور جو عمل تجھے پسند ہو اس کی درخواست کرتے ہیں۔ اے اللہ! تو ہمارا یہ سفر ہم پر آسان کر دے اور اسکی مسافت کو طے کر دے۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں (ہمارا) رفیق اور گھر بار میں (ہمارا) قائم مقام ہے (تو ہماری اور ہمارے گھر کی حفاظت کر)، اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی سختیوں سے اور (سفر میں کسی) تکلیف دہ منظر سے اور بیوی بچوں اور مال و منال میں تکلیف دہ واپسی سے پناہ مانگتا ہوں۔

اور جب سفر سے واپس ہو،

تب بھی یہی دعا مانگے اور ان کلمات کا اضافہ کرے:

"ائِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ"۔

ہم (اب سفر سے) لوٹ رہے ہیں، (اپنے گناہوں سے) توبہ کرتے ہیں، (ہر حال میں اللہ) کی عبادت کرتے ہیں، اپنے پروردگار کی حمد وثنا کرتے ہیں۔

اثنائے سفر میں حسب ذیل تعوّذ پڑھتا رہے:

"اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَابَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ"۔

اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختیوں سے اور (سفر سے) واپسی (ناکامی) کی اذیت سے اور ترقی کے بعد تنزلی سے اور مظلوم کی (بد) دعا سے اور (واپسی پر) اہل وعیال میں کسی تکلیف دہ منظر سے۔

جب کسی بلندی (پہاڑی وغیرہ) پر چڑھے تو

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہے۔

اور جب اس سے اترے تو

"سُبْحَانَ اللّٰه" کہے۔

اور جب کسی وادی (کھلے میدان) میں پہنچے تو

"لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہے۔

اور اگر سواری کے جانور کو ٹھوکر لگے تو

"بسم اللہ" کہنا چاہیے۔

بحری سفر میں ڈوبنے سے امان کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ سوار ہوتے وقت آیات ذیل پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا ط اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"۔

"وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ صلے وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ م بِيَمِيْنِهٖ ط سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ"۔

اللہ کے نام سے ہی اس کا لنگر اٹھانا اور ڈالنا ہے۔

اور (ان کافروں مشرکوں نے) اللہ کی قدر کرنے کا جیسا حق تھا ویسی قدر نہیں کی، حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی (میں) ہوگی اور (تمام) آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ (درحقیقت) اللہ، پاک ومنزہ اور بلند و برتر ہے، ان مشرکوں کے شرک سے۔

جب اس شہر کو دیکھے جس میں داخل ہونا چاہتا ہے، تو اس کو دیکھتے ہی کہے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْأَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا أَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَإِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ أَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا"۔

اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے اور اس تمام مخلوق کے پروردگار (جس پر) یہ سایہ فگن ہیں اور ساتوں زمینوں کے اور اس تمام مخلوق کے پروردگار (جس کو یہ) اٹھائے ہوئے ہیں اور تمام شیطان کے اور اس تمام مخلوق کے رب، جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے اور تمام ہواؤں کے اور ان چیزوں کے رب جن کو ہواؤں نے پراگندہ کردیا ہے۔ پس ہم تجھ سے ہی اس بستی کی اور اس بستی والوں کی خیر و برکت کی دعا مانگتے ہیں اور تجھ سے ہی اس بستی کے اور بستی والوں کے اور جو کچھ بھی اس بستی میں ہے، اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔

ایک روایت میں اس دعا کے ساتھ کلمات ذیل کا بھی اضافہ ہے:

"اللهم أَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ

مَا فِیْهَا"۔

میں تجھ سے اس بستی کی اور جو اس میں ہے، اس کی خیر و برکت کا سوال کرتا ہوں اور اس بستی کے اور جو اس میں ہے، اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

اور جب اس بستی میں داخل ہونے لگے تو تین مرتبہ کہے:

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا"۔

اے اللہ! تو ہمیں اس بستی میں خیر و برکت عطا فرما۔

اور یہ دعا مانگے:

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا إِلٰى أَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ أَهْلِهَا إِلَيْنَا"۔

اے اللہ! تو ہم کو اس بستی کے ثمرات (ومنافع) عطا فرما اور اس بستی کو ہماری محبت دے اور اس کے نیکوکار باشندوں کی محبت ہم کو نصیب فرما۔

اور جب کسی قیام گاہ میں قیام کرے تو یہ پڑھے:

"أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ"۔

میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز سے جو اس نے پیدا کی۔

اور (جب تک سفر میں رہے وقتاً فوقتاً) یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کرے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (آخر تک) إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (آخر تک)
قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (آخر تک)۔ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (آخر تک)۔
قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (آخر تک)،

ہر سورت کو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے شروع کرے اور اسی
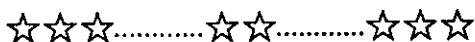
پر ختم کرے۔

فائدہ: حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت جبیر بن مطعمؓ سے) فرمایا: اے جبیر! کیا تم چاہتے ہو کہ جب تم سفر میں جاؤ تو اپنے ساتھیوں سے صورت و ہیئت میں بہتر اور توشہ سفر (خورد و نوش) میں بڑھ کر رہو؟ (یعنی سفر میں خوشحالی و فارغ البالی نصیب ہو)۔

حضرت جبیرؓ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کرو۔

ہر سورت کو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سے شروع کیا کرو اور اسی پر ختم کیا کرو۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں کافی مالدار اور دولتمند تھا، مگر جب سفر میں جاتا تو سب سے زیادہ بدحال اور توشہ سفر میں کمتر (تنگدست) ہو جایا کرتا تھا (یعنی سفر مجھے راس نہیں آتا تھا)۔ جب سے مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ سورتیں (پڑھنے کے لیے) بتلائیں اور میں نے ان کو پڑھنا شروع کیا تو میں پورے سفر میں واپسی تک اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ خوشحال اور توشہ سفر میں فارغ البال رہنے لگا۔

فہرس مصادر ومراجع

☆ قرآن مجید

☆ احسن الفتاویٰ، حضرت مولانا رشید احمد لدھیانویؒ، ایچ، ایم سعید، کراچی

☆ اصلاحی مجالس، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، میمن اسلامک پبلشرز، کراچی

☆ الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني، للإمام محمد بن الحسن الشيباني، المتوفى: ١٨٩هـ، الطبعة الأولى: ١٤٣٣هـ، دار ابن حزم

☆ البحر الرائق شرح كنز الدقائق، للإمام العلام الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي، المتوفىٰ: ٩٧٠هـ، دار الكتب العلمية

☆ الدر المختار شرح تنوير الأبصار، للإمام العلامة الفقيه علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي الحنفي رحمه الله، المتوفىٰ: ١٠٨٨هـ، دار الكتب العلمية

☆ الفتاوى الهندية المعروفة بالفتاوى العالمكيرية، للعلامة الهمام الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند الأعلام، دار الكتب العلمية

☆ الفواكه الدواني علىٰ رسالة ابن أبي زيد القيرواني، للعلامة الشيخ أحمد بن غنيم بن سالم بن مهنا النفراوي الأزهري المالكي رحمه الله، المتوفىٰ: ١١٢٦هـ، دار الكتب العلمية

☆ المبسوط لشيخ الإسلام أبي بكر محمد بن أحمدبن أبي سهيل

السرخسي الحنفي، المتوفى: ٤٩٠ ھ،دار الكتب العلمية

☆ الموسوعة الفقهية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت، الطبعة الرابعة: ١٤١٤ھ–١٩٩٣م.

☆ امدادالفتاویٰ،مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ، مکتبہ دارالعلوم کراچی

☆ آپ کے مسائل اور ان کا حل،مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید،المتوفیٰ: ۱۴۲۱ھ، جدید تخریج شدہ ایڈیشن، مکتبہ لدھیانوی، کراچی

☆ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، للإمام علاء الدين أبي بكر بن مسعود الكاساني الحنفيؒ، المتوفىٰ:٥٨٧ھ، دار الكتب العلمية

☆ تبيين الحقائق، للإمام فخر الدين بن عثمان بن علي الزيلعي الحنفي رحمه الله، المتوفىٰ: ٧٤٣ ھ، دار الكتب العلمية.

☆ جدید فقہی مسائل، مولانا خالدسیف اللہ، زمزم پبلشرز، کراچی

☆ حاشية ابن العابدين ،محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدينؒ، المتوفىٰ: ١٢٥٢ھ، دار عالم الكتب/ سعيد، كراتشي

☆ حِصن حَصِين، مع حواشی مولانا محمد إدريس،الناشر: گابا سنز ، کراچی.

☆ خیر الفتاویٰ،حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ جالندھری، المتوفیٰ: ۱۳۹۰ھ، ومفتیانِ دارالافتاء، جامعہ خیر المدارس، مکتبہ امدادیہ، ملتان

☆ شرح الكرماني، (الكواكب الدراري) ، للإمام العلام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي الكرماني رحمه الله ، المتوفىٰ سنة ٧٨٦ ، دار إحياء التراث العربي

☆ الصحيح للبخاري، للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن مغيرة بن بردزبة البخاري، المتوفى:٢٥٦ھ، دار طوق النجاة.

☆ فتاویٰ حقانیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ، ومفتیانِ جامعہ دارالعلوم حقانیہ،

اکوڑہ خٹک، المکتبۃ الحقانیۃ

☆ فتاویٰ محمودیہ، حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، المتوفی: ۱۴۱۷ھ، ادارہ الفاروق، کراچی

☆ فتاوی مظاہر علوم المعروف فتاوی خلیلیہ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحب رحمہ اللہ، مکتبہ الشیخ، کراچی

☆ فتح القدير على الهداية، للشيخ الإمام كمال الدين محمد بن عبدالواحد، المعروف بابن الهمام الحنفي رحمه الله، المتوفیٰ: ٦٨١ھ، المكتبة الرشيدية، كوئٹه.

☆ قاموس الفقہ، از مولانا سیف اللہ خالد صاحب، زمزم پبلشرز، کراچی

☆ ماہنامہ التبلیغ، ادارہ غفران راولپنڈی سے شائع ہونے والا۔

☆ فتاویٰ دار العلوم زکریا، مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم، زمزم پبلشرز، کراچی

☆ مجموع فتاوى ورسائل العثيمى، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، الطبعة الأخيرة: ١٤١٣ھ، دار الوطن للنشر، الرياض

☆ مشكوة المصابيح، للإمام محمد بن عبد الله الخطيب التبريزيؒ، المكتب الإسلامي.

☆ معارف السنن شرح سنن الترمذي، للإمام المحدث الشيخ السيد محمد يوسف، بن سيد محمد زكريا الحسيني البنوري رحمه الله، المتوفیٰ: ١٣٩٧، ايچ، ايم، سعيد، كمپنى، كراتشي.

☆ منح الجليل لشرح مختصر الخليل، للشيخ محمد عليش، دار الفكر

☆ نظام الفتاویٰ، مفتی نظام الدین صاحب، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

☆ الهداية للإمام أبي الحسن برهان الدين علي بن أبي بكر

المرغيناني، رحمه الله، (٥١١هـ-٥٩٣هـ)، المكتبة البشرىٰ، كراتشي.

☆ إرشاد الساري، للإمام شهاب الدين أبي العباس أحمد بن محمد الشافعي القسطلاني رحمه الله، المتوفىٰ سنة ٩٢٣ هـ، دار الكتب العلمية (الطبعة السابعة)

☆☆☆..........☆☆..........☆☆☆

مثالی فکر انگیز

واقعات ولطائف

آپ کا ہمدرد، ہمسفر آپ کو رُلانے اور ہنسانے والے مختلف ودلچسپ اور حیرت وفکر انگیز معلومات، واقعات سبق آموز قصے اور علمی لطائف کا منتخب مجموعہ

مولانا عبد الرحمٰن راشد

تقریظ

حضرت مولانا نور البشر صاحب

اُستاد حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ

ازدواجی زندگی سے تنگ گھریلو حالات سے پریشان لوگوں کے لئے ایک رہنما تحریر

خوشگوار ازدواجی زندگی کے رہنما اصول

تالیف: محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

پسند فرمودہ

فضیلۃ الشیخ زینت المشائخ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

جانشین:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

ناظم مدرسہ مظاہر العلوم جدید سہارنپور انڈیا

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel:021-34604566 Cell:0334-3432345

فتویٰ نویسی کے آداب پر مشتمل

آدابِ افتاء

مع

تلخیص شرح عقود رسم المفتی

ڈاکٹر مفتی احمد خان

استاذ و رفیق شعبہ دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

تقاریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

صرف پانچ منٹ کا مدرسہ

قرآن و حدیث کی روشنی میں

یہ کتاب آئمہ حضرات کے لئے مسجد میں تعلیم
اسکولوں کی اسمبلیوں میں پڑھنے کے لئے
اور گھر میں مختصر تعلیم کے لئے نہایت مفید ہے

مرتب
اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

تحقیق وتخریج
مولانا اختر علی
سابق استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق ؓ
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

پاک وہند میں زبان زدِ عوام وخواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

حصہ اوّل

تحقیق

مفتی طارق امیر خان صاحب
متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقاریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

استاذ حدیث
حضرت مولانا نور البشر صاحب مدظلہم

مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

"كلُّ محدثةٍ بدعةٌ، وكلُّ بدعةٍ ضلالةٌ وكل ضلالة في النار"۔ (الحديث)

انگوٹھے چومنے

سے متعلق

بعض فقہاءِ احنافؒ کی ایک عبارت کی تحقیق

حاشیہ ابن عابدین، حاشیۃ الطحطاوی اور حاشیہ تفسیر جلالین
میں تقبیل الابہامین کے استحباب کے قول کی توضیح و تحقیق اور ان کے
مستدلات کی حیثیت پر ایک تحقیقی بحث اور اکابرین امت کے فتاویٰ جات

پسند فرمودہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم
صدر وفاق المدارس العربیہ و مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

تحقیق و جمع

مفتی محمد راشد ڈسکوی عفا اللہ عنہ
رفیق شعبہ تصنیف و تالیف و استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

"لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ" (أبوداؤد: ۳۳۳۵)

انشورنس کے متبادل

مروّجہ تکافُل کا فقہی جائزہ

بمع تحریرات متفرقہ

کیا تکافل کا نظام اسلامی ہے؟...... (ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب زید مجدہ)

شرعی اور مروجہ تکافل کا تقابلی جائزہ...... (مولانا ذوالفقار علی صاحب حفظہ اللہ)

جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ

پسند فرمودہ

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہ

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب زید مجدہ

جامع و مرتب

مفتی محمد راشد ڈسکوی عفا اللہ عنہ

رفیق شعبہ تصنیف وتالیف واستاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345